فلسفہ اور اسلام

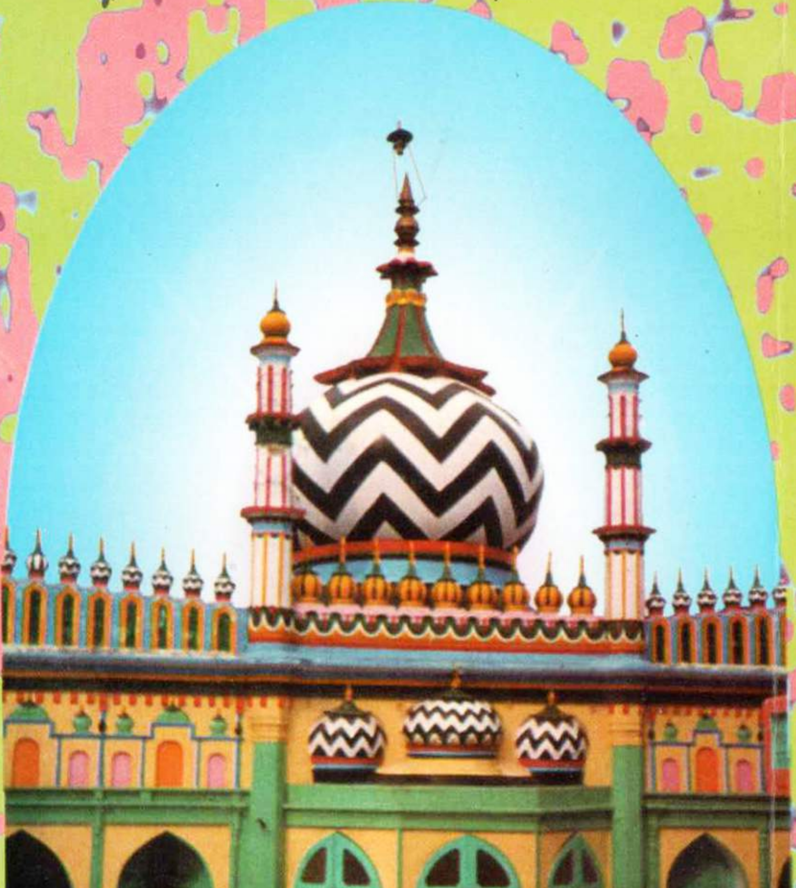

از: اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی بمبئی

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۲۶

فلسفہ اور اسلام

اصل نام - تاریخی

مَقَامِعُ الحَدِیدُ علیٰ خدِّ المنطِق الجدیدُ

۱۳۰۴ ھ

برائے ایصال ثواب: مرحوم حاجی یوسف حاجی احمد ہیرا
For the Isale Sawab of
Marhoom Haji Yusuf Haji Ahmed Heera

تصنیف
اعلیحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیضِ حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
فون: ۳۷۰۲۲۹۶

Rs. 16/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ چند

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبد الوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہوگیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انہیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولانا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبد الستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتیٔ اعظم
محمد سعید نوری
بانی و سکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ ہجری

کَلِمَۃُ المُجمَع

باسمہٖ وحمدہٖ تعالیٰ وتقدس

امام احمد رضا قدس سرہٗ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ پر ناقدانہ وماہرانہ نگاہ رکھتے تھے ـــــ اور اپنی اِس بے پناہ بصیرت کو افتا اور تجدید دین و احیائے سُنّت میں استعمال کرتے ـــــ وقت کا کیسا ہی اہم اور مشکل مسئلہ درپیش ہو اس کا محققانہ اور تشفی بخش جواب اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے مل جاتا۔

سائنس اور فلسفہ سے متعلق سوالات بھی مجدّدِ اسلام قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ ان دونوں کے تمام افکار و نظریات، اسلام سے متصادم نہیں لیکن قدیم فلسفہ کے بیشتر نظریات اور موجودہ سائنس کے بعض مزعومات اسلامی افکار و مسائل سے ضرور متصادم ہیں ـــ اور مادہ پرستی تو دونوں کا جزء لاینفک ہے جسے اسلام بلکہ عیسائیت و یہودیت سے بھی تعلق نہیں۔

اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جہاں دوسرے غیر اسلامی افکار و عقائد کی خرابیاں واضح کیں اور دنیا کو راہ راست دکھائی وہیں جدید و قدیم فلسفہ کے غلط افکار و نظریات کو بھی عقل و استدلال کی روشنی میں باطل ثابت کیا۔ کیا یہ سوچنے کی گنجائش نہیں کہ اعلیٰ حضرت نے صرف قرآن و حدیث اور علماء دین کے اقوال پیش کرکے فلاسفہ اور سائنس دانوں کا رد کردیا ہوگا، جو اِن مادہ پرستوں کے لئے قابل التفات اور ان پر حجت نہیں ـــــ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ امام احمد رضا نے خود فلسفہ اور سائنس کے اصُول و مبادی اور مسلّمات کا تجزیہ کرتے ہوئے ان ہی کی روشنی میں اور مضبوط عقلی دلائل و براہین سے ان غلط افکار و نظریات کا تعاقب کیا ہے جو ہر فلسفی اور سائنس داں کے لئے اسلام کی جانب سے ایک زبردست چیلنج ہے ـــ ہاں اہل اسلام کی مزید تسکین خاطر کے لئے دلائلِ نقلیہ بھی علیحدہ صورت میں پیش کئے ہیں۔

مناسب ہوگا کہ یہاں مجدد اسلام امام احمد رضا قدس سرہٗ کے اُن رُشحاتِ قلم کا مختصر تذکرہ کردیا جائے جو سائنس اور فلسفہ کے افکار باطلہ کی تردید میں ظہور پذیر ہوئے۔

(۱) مُعین مُبین بہرِ دورِ شمس وسکونِ زمین (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) امریکہ کے ایک مہندس پروفیسر البرٹ ایف پورٹا نے دعویٰ کیا تھا کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو اجتماع سیارات کے سبب عجب انقلاب برپا ہوگا، زلزلے

اور طوفان آئیں گے، کئی ممالک صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے ـــ اس کی یہ پیش گوئی ۸ ار اکتوبر ۱۹۱۹ء کو بانکی پور پٹنہ کے انگریزی اخبار "اکسپریس" میں شائع ہوئی ـ جس کا تراشہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے ۱۸ ر صفر ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲ ر نومبر ۱۹۱۹ء کو بریلی شریف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا ـــ مطالعہ کے بعد اعلیٰ حضرت نے مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ کو ۲۴ ر صفر ۳۸ھ کو خط لکھا کہ "کسی عجب بے ادراک کی تحریر ہے، جسے ہیئت کا ایک حرف نہیں آتا ـ سراپا اغلاط سے مملو ہے"۔ پھر ہیأت ہند کی رُو سے ، ۱۷ نکات پر مشتمل اس کی تردید الرضا بریلی کے شمارہ صفر و ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق نومبر ۱۹۱۹ء میں شائع کی ـ چنانچہ، ۱۷ر دسمبر ۱۹۱۹ء کو کوئی انقلاب برپا نہ ہوا ـ یہ تنقید بعد میں الگ کتابی شکل میں بھی کئی بار شائع ہوئی ـ

(۲) فوزِ مبین در ردِّ حرکت زمین (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) مذکورہ تردید میں زمین کی گردش وکشش وغیرہ نظریات پر بھی کلام کیا گیا تھا لیکن ان نظریات کو سائنسی اور عقلی اصولوں کی روشنی میں مکمل اور مستقل طور پر باطل ثابت کرنے کی ضرورت تھی ـ اس لئے ان مزعومات کے تعاقب میں ایک سو پانچ دلائل پر مشتمل کتاب فوزمبین تصنیف ہوئی، جو ماہنامہ الرضا بریلی ۱۳۳۸ھ و ۱۳۳۹ھ کے مختلف شماروں میں ۹۶ صفحات پر شائع ہوئی ـ کچھ حصہ رہ گیا جو اب تک کہیں شائع نہ ہوا، ہمارے دیرینہ کرمفرما، رضویات کے ماہر اور مشہور صاحب قلم پروفیسر مسعود احمد صاحب (پی، ایچ، ڈی) کی عنایت سے فوزمبین کے بقیہ حصہ کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی المجمع الاسلامی کو موصول ہو گئی ہے ـ

(۳) الکلِمَۃُ الملہمۃ فی الحِکمۃِ المُحْکَمَۃِ لِوَھاءِ فلسفۃِ المَشْئَمَۃ :- (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

گردش زمین کے رَد میں فلسفہ قدیم نے بھی دس دلیلیں پیش کی تھیں جو خود ہی غلط تھیں ـــ فوزمبین کی فصل سوم میں ان دلیلوں کو پیش کرکے ان کی تردید کی گئی ـ لیکن اِس تردید کے لئے ضروری تھا کہ فلاسفہ کی وہ دلیلیں، فلسفہ کے جن اصول ومسلّمات پر مبنی ہیں انھیں بھی باطل ثابت کیا جائے ـ

اب فصل سوم کی تذییل میں ان نظریات کا تعاقب شروع ہوا تو تیس مقامات تک جا پہنچا اور فلسفہ قدیمہ کے رد میں الکلمۃ الملہمہ کے نام سے مستقل کتاب کی صورت اختیار کر گیا ـــ صفر ۱۳۹۴ھ مطابق مارچ ۱۹۷۴ء میں صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی اشرفی علیہ الرحمہ نے اسے اپنے سمنانی کتب خانہ میرٹھ سے شائع کیا ـ

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۴۵۰ھ/۵۰۵ھ) نے تہافتہ الفلاسفہ لکھ کر ایوان فلسفہ منہدم کر دیا تھا جو تقریباً سو برس بعد ابن رشد کی تہافتہ التہافتہ سے پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ ماہنامہ معارف اعظم گڈھ شمارہ فروری ۱۹۸۱ء میں مشہور محقق اور ماہر فنون علامہ شبیر احمد خاں غوری سابق انسپکٹر مدارس عربیہ اتر پردیش نے الکلمۃ الملہمہ کا اجمالی تعارف کراتے ہوئے اسے عصر حاضر کا تہافتہ الفلاسفہ قرار دیا۔

میرے نزدیک الکلمۃ الملہمہ کی امتیازی شان یہ ہے کہ اس میں فلاسفہ کے اُن دلائل کا بھی ناقابلِ تردید براہین سے بھرپور ابطال کیا گیا ہے جن کے جواب سے ہمارے متکلمین ہمیشہ خاموش رہے اور کسی نے پورے طور پران کا بطلان واضح کرنے کی ہمت ہی نہ کی یا بلفظ دیگر اس طرف توجہ نہ فرمائی۔

(۴) نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء) اس میں قرآنی آیات سے زمین و آسمان کا ساکن ہونا ثابت کیا گیا ہے تاکہ اہل اسلام کی مزید تسکین و تقویت کا سبب ہو۔

یہ رسالہ پروفیسر مولوی حاکم علی اسلامیہ کالج لاہور کے سوال اور مراسلہ کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس کے آخر میں پروفیسر صاحب کے خیالات کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو — آیات و نصوص میں تاویلاتِ دُور از کار کرکے — سائنس کے مطابق کرلیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی، نہ کہ سائنس نے اسلام۔
>
> وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ: جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں، مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے — دلائل سائنس کو مردود و پامال کردیا جائے — جابجا سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلے کا اثبات ہو — سائنس کا ابطال و اسکات ہو۔ الخ

(۵) مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید مذکورہ بالا رسائل سے بہت قبل (تقریباً ۳۴ سال پہلے) یکم رجب ۱۳۰۴ھ کو نواب مولانا سلطان احمد خاں بریلوی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ایک استفتا کیا تھا۔ جس کا سبب یہ ہوا کہ ایک معقولی عالم مولوی محمد حسن صاحب سنبھلی نے "المنطق الجدید لناطق الناکۃ الحدید" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں غیر اسلامی اور خالص فلسفی نظریات بڑے زوردار طریقہ پر پیش کئے، حتیٰ کہ پرانے فلسفیوں سے بھی کچھ زیادہ ہی بولنے کی کوشش کی۔ اور دیباچہ میں اپنی اس منطق جدید کی بڑی مدح وستائش بھی فرمائی۔

نواب صاحب نے اس میں سے چند اقوال و افکار نوٹ کرکے امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے ان کے

شرعی احکام دریافت کئے اس استفتا کا جواب ، ۸ رجب ۱۳۰۴ھ کو مقامع الحدید علیٰ خدّ المنطق الجدید کی صورت میں مکمل ہوا جس میں ان اقوال مسئولہ کا باطل اور کفری ہونا ثابت کیا گیا۔

○ البارقۃ اللمعا، فی سُوءِ مَن نطق بکفرٍ طوعا (۱۳۰۴ھ) قول اگر کفری ہے تو قائل کی تکفیر بھی ہوگی یہ فقہاء کرام کا مسلک ہے متکلمین تکفیر کے لئے اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں کہ وہ قول اجماع مسلمین اور ضروریاتِ دین کے برخلاف ہو اور صراحۃً اس کا قول ہو یعنی قائل نے التزاماً اسے کہا ہو نہ کہ اس کے قول سے لزوماً ثابت ہوا ہو۔ ایک حدتک صراحت کی قید تو فقہا کے نزدیک بھی ہے اس لئے خاص فرق یہ ذہن نشین رکھنے کا ہے کہ کوئی صریح کفری قول اگر ضروریاتِ دین کے خلاف ہو جبھی متکلمین تکفیر کریں گے ورنہ نہیں جب کہ فقہاء کے نزدیک اُس کا قطعیات کے مخالف ہونا ہی تکفیر کے لئے کافی ہے ۔ لزوم و التزام اور صراحت و بیان وغیرہ میں متکلمین و فقہا کے مسلکوں کے درمیان حدّ فاصل اور نقطۂ امتیاز سمجھنے کیلئے الموت الاحمر وغیرہ دیکھنا چاہیئے۔

المختصر مقامع الحدید میں المنطق الجدید کے اقوال کا کفری ہونا، ثابت کرنے کے بعد آخری مرحلہ قائل کے متعلق حکم شرعی واضح کرنے کا تھا ـــ اس ذیل میں یہ بحث سامنے آئی کہ جو شخص بحالت عدم اِکراہ، بلا اظہارِ نفرت و انکار ایسا صریح کلمۂ کفر استعمال کرے جو اجماع مسلمین اور ضروریاتِ دین کے برخلاف ہو ـــ اس قائل کی تکفیر ہوگی یا نہیں؟ ـ جواب اثبات میں تھا اور اس کے دلائل کثیر و بسیط ، جس کے لئے امام احمد رضا قدس سرّہٗ نے ایک مستقل رسالہ البارقۃ اللمعا مقامع الحدید کی تصنیف کے دوران ہی تحریر فرمایا۔ اور اس کا حاصل مختصر اشارات اور ایک آیت کریمہ حجت قاطعہ کے ساتھ مقامع الحدید میں درج کیا۔

یہ ان خدمات کا بہت اجمالی تعارف ہے جو اسلام کے اس بطل جلیل نے ردّ فلسفہ کے سلسلہ میں انجام دیں ـــ تفصیل کے لئے کتب سوانح اور خود ان رسائل کی طرف رجوع کیا جائے ۔

رسالہ مقامع الحدید نواب مولانا سلطان احمد خاں بریلوی کے پاس تھا ، انھوں نے اسکی تبییض کی، شروع میں تمہید لکھی اور چند مقامات پر حواشی تحریر فرمائے پھر کسی خوشنویس جناب محمد حسین صاحب سے اپنے مُبَیَّضہ کی نقل کرا کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کتب خانہ میں داخل کی ـــ یہی نقل مولانا اختر رضا خاں ازہری مدظلہٗ کے برادر خرد جناب منان رضا خاں زید علمہ کے ذریعہ سیٹھ مقبول احمد انصاری لاری ساکن کلکتہ کو ملی اور انکے پاس نومبر ۱۹۸۴ء میں یا اس سے ذرا قبل مولانا عبد المبین نعمانی رکن

ع

المجمع الاسلامی کی نظر سے گزری ــــ برادر موصوف نے اسے حاصل کرکے دو فوٹو اسٹیٹ کاپی کرائی ــــ ایک کاپی اصل کے ساتھ انصاری صاحب کو واپس کی، دوسری المجمع الاسلامی کی لائبریری میں رکھی۔ اور راقم سطور سے اس کی اشاعت کی فرمائش کی، میں دوسری کتابوں کے انتظام اور خانگی و تدریسی مصروفیات کے سبب اِس طرف متوجہ نہ ہوسکا۔

توجہ اور اشاعت کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۹۸۲ء میں پروفیسر محمد جلال الدین قادری نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکزی مجلس رضا لاہور کی فرمائش پر بہ عنوان "امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم" ایک بسیط مقالہ لکھا تھا۔ جو اس سال بعد ترمیم و اضافہ مجلس رضا سے شائع ہوا اور ہمارے دیرینہ محسن، محترم مولانا عبد الحکیم شرف قادری استاذ جامعہ نظامیہ لاہور کی عنایت سے نومبر ۱۹۸۵ء میں راقم سطور کو دستیاب ہوا ــ پروفیسر صاحب نے اس مقالہ میں ایک جگہ تعلیم فلسفہ سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے رسالۂ اعلیٰ حضرت 'مقامع الحدید' کا بھی نام لیا تھا ــ چونکہ رسالہ کبھی طبع نہ ہوا اور نہ ہی اس کی نقلیں ہوسکیں اس لئے اس کا کوئی اقتباس دینا، موصوف کے لئے ممکن بھی نہ تھا ـــــ میں اس مقام پر پہنچا تو دوسرے سارے کام چھوڑ کر مقامع الحدید کا مطالعہ شروع کردیا، بعد مطالعہ خود ہی اس کی تبییض کی اور یہ ملحوظ رکھا کہ تبییض پھر اس کے مطابق کتابت کچھ اس ڈھنگ سے ہو کہ بہت حد تک توضیح و تسہیل کا کام اسی سے نپٹ جائے اور عوام و خواص سب کے لئے باعث کشش، قابل مطالعہ اور مفید و کارآمد بن جائے ــــ کیوں کہ وقت کی قلت، کام کی کثرت اور اشاعت کی عجلت میں اس سے زیادہ کی گنجائش بھی نہ تھی ــ حوالوں کی تخریج، اہم اور مشکل مقامات کی تشریح، ضروری عبارات کا ترجمہ کتاب چھپنے کے بعد کبھی بھی ہوسکتا ہے ــ اور کوئی بھی صاحبِ ذوق اسے کرسکتے ہیں ــ البتہ عربی عبارتوں پر اعراب لگا دیا گیا ہے تاکہ طلبہ اور بعض فارغین کیلئے ذرا آسانی ہو ورنہ علماء اور عوام کے لئے اِس کی بھی کوئی ضرورت نہ تھی ــ

بہرحال اس بے بضاعت سے عجلت میں جو کچھ ہوسکا آپ کے سامنے ہے ــ نیک دعاؤں میں یاد رکھیں، تو کرم ــ اور رب کریم کے یہاں یہ ادنیٰ اور حقیر سی کاوش بارِ قبول پا جائے تو فضلِ عظیم ــ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ خاتم النبیین، سید المرسلین رحمۃ للعٰلمین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ اجمعین ــ

محمد احمد مصباحی

رکن المجمع الاسلامی۔ مبارکپور

صدر المدرسین فیض العلوم محمد آباد

۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

۵ دسمبر ۱۹۸۵ء چہارشنبہ

از
مولانا سلطان احمد خاں
بریلوی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید رسالہ مقامع الحدید

الحمد للہ الذی انزل الکلام القدیم الارفع ؛ بردّ المنطق الجدید المخترع ؛ لاھل الاھواء واصحاب البدع ؛ والصلوٰۃ والسلام علی الشفیع المشفّع ؛ الاٰتی بالحق الناصع الانصع ؛ وردّ التفلسف الشنیع الاشنع ؛ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وخیار التبع ؛ وعلینا معھم یا ذا الفضل الاوسع ؛

امابعد بندۂ فقیر، راجی رحمتِ مولائے قدیر **محمد سلطان احمد خاں** بریلوی، غفرلہ المولیٰ القوی خدمتِ ناظرین والاتمکین میں عرض رسا، کہ یہ ایک رسالہ ہے نافعہ اور عجالہ ہے رائقہ ؛ تحقیق چند عقائدِ دین پر مشتمل۔ حاوی تنقیح مانع وتدقیقِ کامل ؛ مسمّٰی بہ نامِ تاریخی **مقامع الحدید علیٰ خدِ المنطق الجدید**

تصنیفِ لطیف جناب حامی السنن، ماحی الفتن ؛ بہارِ گلشنِ تحقیق، طرازِ دامنِ تدقیق ؛ فاضلِ ماہر، سحابِ ہامر، وارث العلم کابرًا عن کابر ؛ بقیۃ العلماء، خادم الاولیا۔ عبد المصطفیٰ، حضرت مولانا مولوی **محمد احمد رضا خاں** صاحب محمدی سنی حنفی، قادری برکاتی احمدی بریلوی، دام فضلہ، ومُدّ ظلّہ۔

باعثِ تالیف :- کتابِ عجاب، مایۂ استعجاب **المنطق الجدید لناطق اٰلۃ الحدید** جمع وتالیف مولوی صاحب عمیق المناقب، بحر لمبی، دریائے المعی ؛ کثیر الفیض، فاقد الغیض ؛ ورع الزمن، جناب مولوی **محمد حسن** صاحب سنبھلی، دام فیضہ الجلی ؛ عاریۃً زیر مطالعۂ فقیر آئی — اپنی دانست میں بہت جگہ خرافاتِ فلسفہ سے معمور، اور روشِ اسلام ومذہبِ سنّت سے دور ومہجور پائی۔

ازاں جاکہ حتی الوسع ازالۂ منکر ہر مسلمان پر واجب، اور مہما امکن (جہاں تک ہوسکے ۱۲م) اشاعتِ فاحشہ کی بندش مناسب ؛ لہٰذا فقیر نے بہ طورِ عجلت نظر آئیں میں چند قول التقاط کرکے سوال ترتیب دیا اور حضرت مولانا ادام اللہ برکاتہ علیہ کی خدمت میں حاضر کیا۔

یہ رسالہ انھیں مسائل کا جواب اور اُن اقوالِ سنبھلیہ کے حکم شرعی سے کاشف حجاب — اہل اسلام اسے بہ نگاہِ غور دیکھیں، اور اس کے مطابق اپنے عقائد درست رکھیں، کہ یہ کام سب سے اہم اور اس کی تصحیح ہر فرض پر مقدم — الٰہی تو ہمیں ہدایت پر استقامت عطا فرما، اور بہکے ہوؤں کو راہِ راست دکھا۔ اٰمین اِلٰہ الحق اٰمین۔

اِلتماس:۔ سوال اوّل میں عبارتیں بِلَفظہٖ مع نشانِ صفحہ منقول ہوئیں اور عام مسلمان عربی زبان سے واقف نہیں **لہٰذا** یہاں فقیر اُن اقوالِ فلسفہ کا خلاصہ مع حکم جواب لکھے دیتا ہے۔

قولِ اول اللہ تعالیٰ کے سوا عالم کے دس خالق اور ہیں **الجواب** یہ عقیدہ کفر ہے۔

قولِ دوم مادۂ اَجسام قدیم ہے **الجواب** یہ قول کفر ہے۔

قولِ سوم صورتِ جسمیہ نوعیہ قدیم ہیں **الجواب** یہ کفر ہے۔

قولِ چہارم عقول عشرہ و نفوس قدیم ہیں **الجواب** یہ کفر ہے۔

قولِ پنجم بعض چیزیں خود زیادہ استحقاقِ ایجاد رکھتی ہیں، اگر اللہ تعالیٰ انھیں نہ بنائے تو بخیل ٹھہرے اور ترجیح مرجوح لازم آئے **الجواب** یہ قول بدعت و ضلالت و مستلزم کفر ہے۔

قولِ شَشم کی دلیل میں نقل کیا کہ یہ عقولِ عشرہ ہر عیب و نقصان سے پاک و منزّہ ہیں اور محال ہے کہ تمام عالم میں کوئی ذرہ کسی وقت اُن کے علم سے غائب ہو **الجواب** یہ کفر سے تمسّک ہے۔

قولِ ہفتم حدُث و تغیر۔ نہ کوئی شئے نابود تھی نہ کبھی نابود ہو بلکہ جسے ہم کہتے ہیں اب تک نہ تھی وہ نقط پوشیدہ تھی اور جسے کہتے ہیں اب نہ رہی وہ صرف مخفی ہو گئی۔ حقیقۃً ہر چیز ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی **الجواب** یہ کفر ہے اور بہت سے کفروں کو مستلزم۔

قولِ ہشتم میری یہ کتاب نہایت تحقیق کے پایہ پر اور فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے **الجواب** یہ قول نہایت سخت گناہ عظیم اور بہت جارِ دایات کی رُو سے کفر ہے۔ **واللہ تعالیٰ اَعْلم۔**

مَقَامِعُ الحَدِیْد ۔ عَلیٰ خَدِّ المَنطِقِ الجَدِیْد

لوہے کے گرز ۔ منطق جدید کے رخسار پر

۱۳ ۰۴ ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِستفتاء

رائے بیضا ضیا ئے حضرات علمائے دین ۔ اَدَامَ اللّٰہ برکاتہم الی یوم الدّین ۔ پر واضح ہو کہ ان روزوں زید فلسفی نے ۔ کہ اپنے آپ کو سُنّی کہتا ، بلکہ اَعلَم علمائے اہل سنّت جانتا ، اور اپنے سوا اور علماء کو بہ نگاہِ تحقیر واہانت دیکھتا ہے ۔ ایک کتاب منطق میں تالیف کی اور اسے جا بجا ذکرِ ہیولیٰ ۔ وقدمِ اَشیا ۔ وعقولِ عشرہ ۔ مزعومۂ فلاسفہ وغیر ذالک ۔ مسائلِ فلسفیہ سے مملُو ومشحون کیا ۔

یہ خادم سنّت ، بہ نظرِ حمایتِ ملّت اس سے چند اقوال التقاط کرکے مَشْہدِ انظارِ عالیۂ علمائے دین میں حاضر کرتا ہے :۔

قول اوّل ۔ التحقیقُ اَنّها لَیسَتِ الطبائعُ کلها مجردةً محضة ، لکن للطبائعِ المرسَلةِ فی باب التجرّد والمادیة مراتب (اِلیٰ اَنْ قال) السَّابعَة مَرتَبَة الماهیاتِ المجردةِ بالکلیة ، لا تعلقَ لها بالمادة تعلقَ التقویم او الحلول او التدبیر والتصرف ، ولا تعلقَ لها الا تعلقَ الخلقِ والایجادِ مثلاً ۔ وهی حقائقُ المفارِقاتِ القدسیةِ کالمعقب القدسی وسائرِ العقولِ العشرةِ والحقیقةِ الواجبة ۔ اھ ملفقا من صہ ۲۵۰ الی صہ ۲۵۱

دوسرے رسالہ "القولُ الوسیط" میں اِس مسئلہ کی تحقیق یوں لکھی ہے :۔

العلةُ الجاعلة هل یجب کونُها واجبةَ الوجود او یُمکن کونُها ممکِنةً ؟ ۔ المشهورُ الثانی فیما بینَ الحُکَماء ۔ لکنّ المحققین منهم نصُّوا اَنّ العلة الموثرةَ بالذات هو الباریٔ ، والعقول کالوسائط والشروط ، لتعلق التاثیرِ الواجبیّ بغیرها ، کیفَ الماهیةُ الامکانیةِ انما وجودُها بالاستعارةِ عن الواجب ، فهو المعطی بالذات ، الوجودات ۔ فان اعطاءَ المستعیر لیس اعطاءً حقیقةً ، وانما هو اعطاءٌ مِنْ تِلقاءِ المالك ، کما اَنّ استنادَ اِضاءِ العالمِ الی القمرِ لیس حقیقةً ، بل بحسبِ الظاهر ، وانما هو مُستنِدٌ

اِلَی الشمس، وَالقمرُ وَاسِطةٌ مَحْضَۃ لِانتقالِ ضوئِها الی العالم۔ فالمنیرُ بالذات ھی لاھو— نعلیّۃُ الممکن للممکن ظاھریّۃ مجازیۃ۔ فہٰذاالوجہُ الضعیف یصلُح علۃً بمعنی الواسطۃ والشرطِ والمُتمّمِ والاٰلۃ لامفیدۃ لاْ وجود حقیقۃ — وقدِاستوفیٰ ھٰذاالتحقیق فی مقامہ۔ اھ ملخصاص ۲

قول دوم۔ المسئلۃ القائلۃ بأنّ کلّ حادثٍ مسبوقٌ بمادۃٍ مخصوصۃ بالحادث الزمانی، والمادۃُ حادثٌ ذاتی — اھ مختصرا ص۲۵۵

قول سوم۔ الصورۃُ الجسمیۃُ والنوعیۃ ایضامن الحوادث الذاتیہ۔ ص۲

قول چہارم۔ اَلسَّرمَدِیات والثابتات الدھریّۃُ کالعقول والنفوس لقدیمۃ۔ اھ ملتقطا ص۱۵

قول پنجم۔ کلی طبعی کے موجود فی الخارج ہونے پر لکھا:—

اِعْلَمْ اَنَّ **الباقِر** استَدَلَّ علی ھٰذا بانّ طبیعۃَ الحیوانِ المُرسَل لیس متعلق الذات بمادۃ ومدۃ، فلایکون مرھونَ الوجود بالامکان الاستعدادی، فالامکانُ الذاتی ھناکَ مِلاکُ فیضانِ الوجُود، فاذا کان ھٰذاالحیوانُ المتعلق بالمادۃ فائضَ الوجود کان المُرسَلُ اَحقَّ بالفیضان لاستحقاقِ الامکانِ الذاتی — وحاصلُہٗ انّ الحیوانَ المطلقَ مستحقٌ للوجود بامکانِہ الذاتی، والحیوانَ الخاصُ الجزئی یتوقّف فی وجودِہ علی استعدادٍ ومادۃٍ وغواشِیُھا، فالمطلقُ الکلی احقُّ بفیضانِ الوجود۔

فلا یرِدُ ما اَورَدَہ بعضُ الکُتّاب بأنّ الامکانَ علۃ اقتصار لاعلۃ الجعل۔ فاَحَقّیۃُ الفیضِ لایستلزِمُ الفعلیۃ — لِمَ لایجوزان الطبیعۃ لقصورھا وعدمِ قابلیتِھا للوجود الخارجی، ما استفاضَ الوجود۔ انتھی۔

ثم ھٰذاالقولُ مردود بوجوہ: الاول انّ اَحقیۃَ الفیضِ مستلزمۃ للفعلیۃ لانہ لابخل من جانب المَبْدَءِ[۱] الفیاض، فلولم یُوجِدِالاَحقَ

[۱] **اقول** — اللہ جل جلالہ کو مبدءِ فیاض کہنے میں نظر ہے۔ **اوّلاً** لفظ مَبْدَءْ شرع سے ثابت نہیں، بلکہ مُبْدِیٔ بقیہ ص۱۲ پر

واستفاض منه غیرُ الاحق لزمَ ترجیحُ المرجوح ــ اھ باختصار ص۳۴۹

قولِ ششم ۔ فلاسفہ نے مفہوم کی تقسیم جزئی و کلی کی طرف کی ۔ اس پر اعتراض ہوا کہ:

الجزئی المجرد لایدرَک الا بعنوانٍ کلی، والمادِی لایمکنُ ارتسامُہ فی العقلِ المجرد، والمفھومُ ما حصل فی العقل ـــــ زید نے اسے ،طولِ عبارتِ طویلہ میں بیان کرکے لکھا:

الجواب انا لانسلم اَن الجزئی المادیَّ یدرَک بعنوانٍ کلی، بل ذلکَ[۱] ھو التحقیقُ عندنا لان العقولَ العشرۃ عندھم مبرّاۃٌ عن جمیع شوائب النقص والقبح، ومقدّسۃ منزّھۃ عن سائرِ القبائحِ والنقائص ۔ والجھلُ اَشدّ القبائح ۔ فلا یعزُب عن علمِھا ذرّۃ من ذرّات الموجود فی العالم کلیاتِہ وجزئیاتِہ ومادیاتِہ ومجرداتِہ، فلا یمکن اَن لا یعلمَ العقلُ الاوّل مثلاً تشخصاتِ الموجودات والّا لزم الجھل فیہ ــ اھ بقدر المقصود ۔ ص۲۰۶

قولِ ہفتم ۔ المذھبُ المحقق عند المحققین اَن الاعدام اللاحقۃَ الزمانیۃَ لیست اُعداما حقیقیۃً بل العدمُ اللاحق غیبوبۃٌ زمانیۃ، بناءً علی ما ثبتَ من وجود الدھر المعبّرِ عنہ بمتنِ نفسِ الامر وحاقِ الواقع الّذی یسع کلَّ موجود ـــ وعلی ھذا فالاَعدام السابقۃُ علی الوجود اذا کان الحادث[۲] متحققا فی جزء من اجزاء الزمان، اَیضا غیبوباتٌ زمانیہ ۔ والعدم الحقیقی انما ھو بالارتفاعِ والبطلانِ عن صفحۃِ الواقع ، فلا یکون

جو باب اکرام سے ہے ۔ **ثانیاً** مَبدء ایک جانب کمِ متصل یا منفصل کو کہتے ہیں جہاں سے مثلاً حرکت یا شمار آگے چلے، تو لفظ مُوہِم ہے **ثالثاً** یوہیں فیاض غیر ثابت **رابعاً** حق تعالیٰ پر اطلاقِ صیغۂ مبالغہ سماع پر موقوف ۔ **خامساً** اس لفظ کے دوسرے معنی بھی ہیں کہ جناب باری پر محال ـــ فیض ہلاک شدن ۔ فیاض بسیار ہالک ۔ ۱۲ سلطان احمد خان ۔

[۱] **اقول** ۔ لایخفیٰ قلق العبارۃ ہہنا ـــ ومقصودہ عہ ان الجزئی المادی لا تدرکہ العقول بوجہ جزئی ، بل ذلک الخ ۱۲ سلطان احمد

[۲] **اقول** ۔ ہذا استغنیٰ عنہ بعد ذکر السّبقۃ علی الوجود ، کما لا یخفی ۱۲ س

عہ لا یبدو ما ہہنا فی الاصل ـــ لعلہ (ان یقول ـــ ونحوہ) والمعنی تام بدونِ ذلک ایضا ۱۲ محمد احمد غفرلہ

العدمُ بانتفائہ عن کل جزء[1] من اجزاء الزمان، کما فی السرمدیاتِ المتعالیۃ عن الزمان والتغیر۔

وبالجملۃ علی ھذا التحقیق لایکون الزمانیات معدومۃً عن الواقع، بل عن وقتِ وجودہ[2] ۔ اھ بالالتقاط ۔ ص۱۵

قول ہشتم ۔ خود اِسی کتاب کی تعریف میں لکھا ہے۔

"یہ کتاب فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے ۔ اور صیقل ذہن کیلئے عجب اکسیر اعظم ونافع کبیر ہے"۔

اور خطبۂ کتاب میں اُس کے مضامین کو ۔" اِکتِناہِ حقائق وتدقیق فصیح وتحقیق صریح "سے تعبیر کیا۔ ص۲ ۔

اور اس کا نام: " المَنطِقُ الجَدِیدُ لِنَاطِقِ النَّالَہِ الحَدِیدُ" رکھا ۔۔ لوح میں نام یوہیں مطبوع ہوا مگر متن میں بجائے لناطق، من ناطق ہے ۔

آیا یہ اقوال شرعًا صحیح یا باطل؟ ۔ اور یہ مدح حِلیۂ صواب سے مُتحَلّی یا عاطل؟ ۔ اور اِس نام میں کوئی محذورِ شرعی ہے یا نہیں؟ ۔۔ بَیِّنُوا تُوجَرُوا ۔

عبدہ سُلطان احمد خان غفرلہ ۔ یکم رجب ۱۳۰۴ھ ہجریہ

الجواب

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی رَضِیَ لَنَا الاِسلَامَ دِینًا ؛ وَاَغنَانَا عَن شَقَاشِقِ الفَلَاسِفَۃِ غِنَاءً مُّبِینًا ؛ وَاَرسَلَ نَبِیَّنَا بِالھُدٰی وَدِینِ الحَقِّ لِیُظھِرَہٗ عَلَی الدِّینِ کُلِّہٖ ؛ فَاَتَمَّ الحُجَّۃَ، وَاَوضَحَ المَحَجَّۃَ، وَصَدَعَ بِالحَقِّ دِقِّہٖ وَجِلِّہٖ ؛ ۔ فَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیہِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ ؛ حُمَاۃِ السُّنَنِ، وَھُمَاۃِ الفِتَنِ، وَکُلِّ مَحبُوبٍ مَّرضِیٍّ لَدَیہِ، صَلَاۃً تَبقٰی وَتَدُوم ؛

---

[1] اقول ہذا جہلٌ عظیم، فان الزمانی لایوجد الافی الزمان، فاِنْ خلا عنہ الزمان بجمیع اجزائہ خلا عنہ الواقع البتۃ ۔ وقسہ بالمکان اِنْ خلت عنہ الامکنۃُ باسرہا کان معدومافی نفس الامر، والّا لم یکن المکانی مکانیا ۔ ہف ۔ ۱۲ س عفی عنہ ۔

[2] اقول ہذا اعظم جہلا ؛ فان الزمانَ ایضا بمافیہ موجودٌ فی الدہر وکذلک کون الزمان فی الزمان، فلا یمکن علی القول بالدہر ان ینعدمَ الزمانی عن وقتِ وجودہ، وہل ہذا الّا کالقولِ بالنقیضین ۔ ۱۲ س عفی عنہ ۔

بِدَوامِ المَلِكِ الحیِّ القیُّوم؛ — وَاشهدُ اَنْ لَّا اِلٰہ اِلّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاشَرِیْكَ لَہٗ فِی الْخَلْقِ وَالتَّدْبِیْر؛ وَالْاَمْرِ وَالتَّقْدِیْر، وَالْوُجُوْدِ القَدِیْمِ وَالعِلْمِ المُحِیْط؛ وَاَنَّ سَیِّدَنا وَمَوْلانا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، الاٰتِی بِالمِلَّۃِ الغَرَّاءِ، وَالحِکْمَۃِ البَیْضَاءِ، المُنَزَّھَۃِ عَنْ کُلِّ خَبْطٍ وَّتَخْلِیْطٍ؛ وَّاِفْرَاطٍ وَّتَفْرِیْط؛ — صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَکُلِّ مُنْتَمٍ اِلَیْہِ۔ اٰمین، اٰمین، اِلٰہَ الحَقِّ اٰمین۔

حق جَلَّ وعلا دینِ حق پر قائم، اور آفاتِ تَفَلْسُف سے محفوظ و سالم رکھے — فی الواقع عامۂ اقوالِ مذکورہ سخت شنیع و فظیع ہیں۔ اور شرعِ مُطَہّر میں اُن کے قائل کا حکم نہایت شدید و جیع — لاسیما۔

قولِ اوّل

کہ اس میں بالتصریح باری عَزَّ مجدُہٗ کو تدبیر و تصرّفِ مادّیات سے بے علاقہ ماننا — مثلاً بدن انسانی میں جو مُبین مَتین، ظاہر باہر، زاہر قاہر تدبیریں صبح شام، دن رات ہر وقت عیاں و نہاں ہوتی رہتی ہیں جن کی حکمتوں میں عقولِ مُتوسّطہ انگشت بہ دنداں ہیں، یہ سب جلیل و جمیل کام نفسِ ناطقہ کی خوبیاں ہیں — اللہ تعالیٰ کو اصلاً ان سے تعلق نہیں، نہ اُس کا بندوں کے بدنوں میں کوئی تصرف —

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ — وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ — ہَیہات ہَیہات!! اس سے بڑھ کر کون سا کفر ملعون ہوگا — سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝

سورۂ یونس و سورۂ رعد و سورۂ الٓمٓ تنزیل السجدہ کے پہلے رکوع اِس نَزْعَۂ فَلسفیّہ کے رد کو بس ہیں — اور سورۂ یونس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے رکوع چہارم میں فرماتا ہے: —

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ ج فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

تو فرما کون تمھیں روزی دیتا ہے آسمان سے (مینہ اُتار کر) اور زمین سے (کھیتی اُگا کر) یا کون مالک ہے شنوائی اور نگاہوں کا — (کہ مُسَبَّبات کو اسباب سے ربطِ عادی دیتا ہے۔ اور قرع سے

ہوا کو صوت کا حامل کرتا، پھر اُسے اِذن حرکت دیتا، پھر اُسے عَصَبۂ مفروشہ تک پہونچاتا، پھر اُس کے بجنے کو محض اپنی قدرتِ کاملہ سے ذریعۂ ادراک فرماتا ہے ـــــ اور اگر وہ نہ چاہے تو صُوَر کی آواز بھی کان تک نہ جائے ۔ یونہیں جو چیز آنکھ کے سامنے ہو، اور موانع و شرائط عادیہ مرتفع و مجتمع ـــــ وَاللّٰہُ اَعلمُ اَنَّ ذٰلکَ بالِانطِباعِ ، اوخروجِ الشعاع ، کما قد شاع ۔ او کیفما شاء ـــــ اُس وقت اِبصَار کا حکم دیتا ہے ـــــ اور اگر وہ نہ چاہے روشن دن میں ، بلند پہاڑ نظر نہ آئے) اور وہ کون ہے جو نکالتا ہے زندے کو مُردے سے (کافر سے مومن ، نطفہ سے انسان ، انڈے سے پرند) اور نکالتا ہے مُردے کو زندے سے ۔ (مومن سے کافر ، انسان سے نطفہ ، پرندے سے انڈا) اور کون تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی ـــــ (آسمان میں اُسکے کام ، زمین میں اس کے کام ـــــ ہر بدن میں اس کے کام ، کہ غِذا پہونچاتا ہے ۔ پھر اُسے روکتا ہے ۔ پھر ہضم بخشتا ہے ۔ پھر سہولتِ دفع کو پیاس دیتا ہے ۔ پھر پانی پہونچاتا ہے ۔ پھر اُس کے غلیظ کو رقیق ، لَزِج کو مُنزَلِق کرتا ہے ۔ پھر ثُفلِ کَیلُوس کو اَمعَا کی طرف پھینکتا ہے ۔ پھر ما ساریقا کی راہ سے ، خالص کو جگر میں لیجاتا ہے ۔ وہاں کَیمُوس دیتا ہے ۔ تلچھٹ کا سَودا ، جھاگوں کا صَفرا ، کچے کا بلغم ، پکے کا خون بناتا ہے ۔ فُضلہ کو مثانے کی طرف پھینکتا ہے ۔ پھر اُنھیں بَابُ الکَبِد کے راستہ سے عُروق میں بہاتا ہے ۔ پھر وہاں سہ بارہ پکاتا ہے ۔ بے کار کو پسینہ بنا کر نکالتا ہے ۔ عِطر کو بڑی رگوں سے جَدَاوِل ، جداول سے سَوَاقِی ، سَوَاقِی سے باریک عروق ، بیچ در بیچ تنگ بر تنگ راہیں چلاتا ہوا ، رگوں کے دہانوں سے اعضا پر اونڈیلتا ہے ۔ پھر یہ مجال نہیں کہ ایک عُضو کی غذا دوسرے کو پہونچے ۔ جو جس کے مناسب ہے اُسے پہونچاتا ہے پھر اعضا میں چوتھا طَبخ دیتا ہے کہ اِس صورت کو چھوڑ کر صورتِ عُضوِیہ لیں ۔ اِن حکمتوں سے ، بقائے شخص کو ، مَایَتَحَلَّل کا عوض بھیجتا ہے ۔ جو حاجت سے بچتا ہے اُس سے بالیدگی دیتا ہے ـــــ اور وہ اِن طریقوں کا محتاج نہیں ، چاہے تو بے غِذا ہزار برس جِلائے ، اور نَماءِ کامل پر پہونچائے ـــــ پھر جو فُضلہ رہا اُسے منی بنا کر صُلب و تَرائب میں رکھتا ہے ۔ عَقد و انعقاد کی قوت دیتا ہے ۔ زن و مرد میں تالیف کرتا ہے ۔ عورت کو باوجود مشقتِ حَمل ، و صعوبتِ وَضع ، شوق بخشتا ہے ۔ حفظِ نوع کا سامان فرماتا ہے ۔ رَحم کو اِذنِ جذب دیتا ہے ۔ پھر اُس کے اِمساک کا حکم کرتا ہے ۔ پھر اُسے پکا کر خون بناتا ہے ۔ پھر طَبخ دے کر گوشت کا ٹکڑا کرتا ہے ۔ پھر اُس میں کلیاں ، کنپھیاں نکالتا ہے ۔ قسم قسم کی ہڈیاں ، ہڈیوں پر گوشت ،

گوشت پر پوست، سیکڑوں رگیں، ہزاروں عجائب —— پھر جیسی چاہے تصویر بناتا ہے۔ پھر اپنی قدرت سے رُوح ڈالتا ہے۔ بے دست وپا کو اِن ظُلمتوں میں رزق پہونچاتا ہے۔ پھر قوت آنے کو، ایک مدت تک روکے رہتا ہے۔ پھر وقتِ مُعَیّن پر حرکت و خروج کا حکم دیتا ہے۔ اُس کے لئے راہ آسان فرماتا ہے۔ مٹی کی مُورت کو پیاری صورت، عقل کا پُتلا، چمکتا تارا، چاند کا ٹکڑا کر دکھاتا ہے —— فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ○ —— اور وہ اِن باتوں کا محتاج نہیں، چاہے تو کروروں انسان پتھر سے نکالے۔ آسمان سے برسائے۔)

ہاں بتاؤ وہ کون ہے جس کے یہ سب کام ہیں؟ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ۔ اب کہا چاہتے ہیں کہ اَللّٰہ۔ تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں؟

آمَنَّا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ —— آہ! آہ!! اے مُتَفَلْسِف مسکین! کیوں اب بھی یقین آیا یا نہیں کہ تدبیر و تصرّف اسی حکیم علیم کے کام ہیں؟ — جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ○

فقیر غفراللہ تعالیٰ لہٗ نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں یہ دو حرف مختصر بقدرِ ضرورت ذکر کیے، ورنہ روزِ اوّل سے اب تک جو کچھ ہوا، اور آج سے قیامت، اور قیامت سے اَبدُالآباد تک جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب اِن دو لفظوں کی شرح ہے کہ: یُدَبِّرُ الْاَمْرَ —— سُبْحٰنَہٗ مَا اَعْظَمَ شَانَہٗ۔

مسلمان غور کرے کہ یہ عظیم حکیم کام جن کے بحر سے ایک قطرے، اور صحرا سے ایک ذرّے کی طرف ہم نے اِجمالی اشارہ کیا، شبانہ روز انسان کے بدن میں ہوا کرتے ہیں اور لاکھوں کروروں نفوسِ ناطقہ کی زمین کو اُن کی خبر نہیں ہوتی —— ہزاروں میں دو ایک، سالہاسال کے ریاض و تعلیم میں، اُن میں سے اَقَلِّ قلیل پر، بقدرِ قدرت اطلاع پاتے ہیں — اِس پر جو کل بگڑی بنائے نہیں بنتی۔ جو ڈورا اُلجھے سلجھائے نہیں سلجھے۔ پھر کیسا سخت جاہل ہے جو تدبیرِ اَبدان، نفس کے سر دھرے —— اچھا مُدَبِّر، اور اَچھے مُعْتَقِد!! ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ —

لہ مگر سُفہائے فلسفہ، نُظرائے ہَبَنّقہ سے کیا جائے شکایت کہ وہ ان افعالِ مُتقِنہ... تصویرِ جنین کو نفسِ حیوانی بلکہ قوتِ غیر شاعرہ کی طرف مستند کرنے میں بھی باک نہیں رکھتے ع مَا عَلٰی مِثْلِهِمْ يُعَدُّ الْخَطَاء ؎
سُبْحٰنَ اللہ! خالقِ مختار جلّت قدرتہ کی طرف، بلا واسطہ تمام کائنات کے استناد میں اُن کیلئے وہ زہر گھلا ہے کہ یہ حقِ ناصع کسی طرح قبول نہیں۔ اور ایسی بدیہی خرافتیں منظور ومقبول — وَلٰكِنْ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ١٢ منہ (من المصنف قدس سرہ)

سُبۡحٰنَ اللہ! اگر یہی بات واقعی ہے، اور ہمارے رب تبارک وتعالیٰ کو اِن اُمور سے اصلاً علاقہ نہیں، جیسا کہ اِس مُتفلسِف نے اِدّعا کیا تو وائے جہالت! نفس ہی کو نہ پوچھ! جو ایسی قاہر قدرت رکھتا، اور بہ طورِ خود اپنے بدن کی یہ جلیل تدبیر کیا کرتا ہے —— وَرَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ ۝

ثُمَّ اَقُوۡلُ :- ناظر عارف. مناظر منصف زید کے اِس قول میں ایک کفرِ جلی تو یہ ہے —— آگاہ وواقف کہ سَوقِ عبارت سے خالقیّتِ عقول متبادر[۱] ومنکشف — اور قائلانِ عقول کا یہ مسلک ہونا اُس کا اَقویٰ مشیِّد ومرصِّف —— اگرچہ پلائے مکابر لنگ، نہ مجالِ مُناقشہ تنگ —— اور اگر نہیں، تاہم[۲] تعادُلِ کِفّتَین میں اشتباہ نہیں —— اور نہ بھی مانو تو اِیہامِ شدید سے بچنے کی راہ نہیں — اور ایسی جگہ مُجرّد اِیہام بحکم شرع ممنوع وحرام ہے —— کَمَا سَیَاتِیۡ۔

بہ ہر حال اگر یہی مقصود[۳]، تو اُس کا کفرِ بَواح ہونا خود ایسا بیِّن کہ محتاج بیان نہیں — رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَيۡرُ اللّٰهِ کیا کوئی اور بھی خالِق ہے خدا کے سوا۔

---

[۱] اَقول - فقیر ایک مثالِ واضح ذکر کرتا ہے کہ منصف کو کافی ہو - اور مُتعَسِّف کو دفتر بس نہیں — مثلاً اگر کہا جائے کہ قرآن مجید سے علاقہ رکھنے میں لوگ مختلف رنگ پر ہیں —کوئی بہ قوّتِ اجتہاد اُس سے اِستنباطِ اَحکام کرتا ہے، کوئی بہ حزم و احتیاط اُس کی تفسیر لکھتا ہے، کوئی حافظ ہے . کوئی قاری، کوئی سامع، کوئی تالی، ایک مُعلّم، دوسرا مُتعلّم — یہ سب لوگ اُس سے سچّا عِلاقہ رکھتے ہیں —— اور بعض وہ ہیں جن کے لئے اِن علاقوں میں سے کچھ نہیں، اور اُنھیں قرآن سے تعلق نہیں مگر مثلاً عِلاقۂ عداوت وتکذیب جیسے مصنفِ منطق الجدید ومجوس وہنود ونصاری ویہود -

ایمان سے کہنا اِس کلام سے صاف صاف یہی سمجھا جائے گا یا نہیں کہ قائل نے مصنف منطق الجدید کو بھی دشمن و مکذِّبِ قرآن بتایا — اگرچہ لفظ مثلاً میں اتنی گنجائِش ہے کہ یہ علاقہ، مذکورینِ مابعد کے لئے سمجھیں اور مصنّف مسطور کیلئے اور کچھ تصور کریں - مثلاً فال کھولنا یا تجارت کرنا —— تقصیر معاف! اِس نہجِ خاص پر وَضعِ مثال اظہارِ حق کے لئے ہے کہ آدمی اپنے مقابلہ میں خواہی نہ خواہی ظاہر متبادِر پر جاتا ہے، اور وہاں دوسرے کی طرف سے اِبدائے عذر کو، احتمالاتِ بعیدہ تلاش نہیں کرتا — اب اِس مثال کو اپنی عبارت سے ملا کر دیکھ لیجئے کہ بعینہٖ اُسی رنگ کی ہے یا نہیں؟ — پھر جب یہاں یہ متبادِر، تو وہاں سے اِدّعائے خالقیّتِ عقول کیوں کر ظاہر نہ ہوگا؟ - وَاللہ تعالیٰ الہادی ۱۲ عبدہٗ سُلطان احمد خان غفرلہٗ۔

[۲] یہ سب تنزُّلات بہ لحاظِ مُجادلین ہیں، ورنہ اصل کار وہی تبادُرِ خالقیّت ہے - کَمَا بَیَّنَّا ۱۲ س عفی عنہٗ۔

[۳] کما ہُوَ الظّاہر المتبادر وإن انکرالمکابر ۱۲ س عفی عنہٗ

اور ارشاد فرماتا ہے۔ عَزَّ وَجَلَّ :۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ۔

اے لوگو! ایک کہاوت بیان کی گئی اُسے کان لگا کر سنو، بے شک وہ جنھیں تم اللہ کے سوا معبود ٹھہراتے ہو ہرگز ایک مکھی نہ بنائیں اگرچہ اُس پر ایکا کرلیں۔

اور فرماتا ہے۔ جَلَّتْ عَظْمَتُہٗ :۔

اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

سُن لو! خاص اُسی کے کام ہیں خلق[1] وتکوین، برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا

اور فرماتا ہے۔ تَعَالیٰ شَانُہٗ :۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ھَلْ مِنْ شُرَکَائِکُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِکُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالیٰ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ

اللہ وہ ہے جس نے تمھیں بنایا، پھر روزی دی، پھر مارے گا، پھر جلائے گا۔ تمھارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو اِن کاموں میں سے کچھ کرے؟ پاکی اور برتری ہے اُسے اُن کے شرک سے۔

اور سورۂ لقمان میں افلاک و عناصر و جمادات و حیوانات و آثارِ عَلَوِیَّہ و نباتات سب کی طرف اِجمالی اشارہ کرکے اِرشاد فرماتا ہے۔ تَقَدَّسَ اسْمُہٗ :۔

ھٰذَا خَلْقُ اللّٰہِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

یہ سب تو خدا کا بنایا ہوا ہے وہ مجھے دکھاؤ کہ اُس کے سوا اوروں نے کیا بنایا، بلکہ نا انصاف لوگ صریح گمراہی میں ہیں ۔۔

صَدَقَ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ ۔۔۔۔ یہاں تک کہ اِس امر کا باری عَزَّ اسْمُہٗ سے خاص ہونا مدارکِ مُشْرِکِینِ عرب میں بھی مُرتَسِم تھا۔ قَالَ، جَلَّ ذِکْرُہٗ :۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ

اور بے شک اگر تو اُن سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے بنائے ضرور کہیں گے اللہ نے

[1] یہاں خلق سے مراد مادہ سے بنانا جیسے آدمی نطفہ سے ۔ اور تکوین سے مراد امرِ کن سے موجود فرما دینا جیسے اَرواح کی پیدائش۔ ۱۲ سلطان احمد خاں بریلوی عفاعنہ المولی القوی

یہ سخافت جلیّہ وخرافت علیّہ جس نے انھیں اَمِیْرُ الحَمِیر بنایا عُقَلائے فلسفہ کا حصہ تھی۔
قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْن

سلّمنا کہ زید کا یہ مطلب نہیں۔ نہ وہ عقولِ عشرہ کو خالق بالذات و مُوجِد مُستقل مانے بلکہ انھیں صرف شرط و واسطہ جانتا، اور باری تعالیٰ کی تاثیر و فاعلیت کا مُتمّم مانتا ہے تو گویا "مثلاً"، اِسی تنویع کی طرف مُشیر کہ علاقہ خلق ہو یا وَساطت فی الخلق —— اور اِس قدر سے اُسے انکار کی گنجائش نہیں، کہ دوسرے رسالہ میں خود اُس کا اقرار کیا اور اُسے مذہب محقق و مُشربِ حق قرار دیا —— تو یہ خود کفرِ واضح وارتدادِ فاضح ہونے میں کیا کم ہے کہ اِس میں صَراحۃً اُس قادرِ ذوا لجلال، غنیِ مُتعال تبارک وَتَعالیٰ کو خلق وایجاد میں غیر کافی، اور دوسری چیز کے توسُّط وآلیت کا محتاج، اور صاف صاف اُس قدیر مجید عَزَّوَجَلّ کو فاعلیت میں ناقص، اور عقولِ عشرہ کو اُس کا کامل وتام کرنے والا مانا۔

—— وَاَیُّ کُفْرٍ اَفْحَشُ مِنْ هٰذَا؟ —— یہ ایک کفر نہیں بلکہ معدنِ کفر ہے۔
باری کا عجز ایک کفر —— دوسرے کی طرف نیاز دو کفر —— آپ ناقص ہونا تین کفر۔
—— غیر سے تکمیل پانا چار کفر —— خالقِ مستقل نہ ہونا پانچ کفر۔

فَکُفْرٌ فَوْقَ کُفْرٍ فَوْقَ کُفْرٍ — کَاَنَّ الْکُفْرَ[1] مِنْ کُثْرٍ وَّ وَفْرٍ
کَمَاءٍ اٰسِنٍ[2] فِیْ نَتْنٍ دَفْرٍ — تَتَابَعَ قَطْرُهٗ مِنْ ثَقْبِ کَفْرٍ[3]

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

ثمّ اقول :۔ اِستقصا کیجیے تو ہنوز تعدد خالق کے لوائح، کلام زید سے عَلانیہ لائح —— قولِ وسیط کی تقریر —— اُس میں چاند سورج کی تنظیر —— قیدِ "بالذات" کی بار بار تکریر۔ صاف صاف بتا رہی ہے کہ عقول سے صرف خالقیتِ ذاتیہ مُنتفی مانتا ہے —— نہ خالقیتِ مُستفادہ —— اور اِس قدر واقع و نفسُ الامر میں صدقِ خالق کا منافی نہیں —— یوں تو علم و سمع وبصر و حیات

---

[1] فیہ توجیہان ۔ الاول اَنّ مِن بما بعدہ متعلق بالشطر الآتی ۔ وخبر کانّ قولہ کماءٍ الخ ۔ فمن علیٰ ہذا للتعلیل ۔ والثانی انہا ہی الخبر بعد تعلقہا بماخوذاً ونحوہ ۔ واللام فی الکفر للعہد ۔ ای کانّ کفرہ ہذا ماخوذ من الکُثر والوفر باسقاط بعض الحروف منہا ۱۲ س

[2] ماءٍ آسن متغیر الطعم والرائحۃ ۔ نَتن گندہ شدن وگندگی ۔ دفر بدال مہملۃ مفتوحۃ ۔ بوئے بغل ۱۲ س

[3] کفر بالفتح کوہِ بزرگ ۔ قطر بالفتح جمع قطرۃ ۔ تتابع پے درپے آمدن ۱۲ س

بلکہ نفسِ وجود تمام عالم سے منفی اور حضرت حق جلّ وعلا سے خاص —— پھر بایں ہمہ اِنَّہُ لَذُوْ عِلْمٍ وَّجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا و بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ و اِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ قضایائے حقّہ صادقہ ہیں۔ اور حقائقُ الاشیاءِ ثابتۃٌ۔

پہلا عقیدہ خود اپنی ہی نظیر میں دیکھے کہ نورِ قمر، تابِ آفتاب سے مُستفاد ہونا جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا [1] کے مخالف نہ ٹھہرا

اور لفظ "مجازی"، جس طرح حقیقت کے مُقابِل بولتے ہیں، یونہی مُقابلہ ذاتی اطلاق، اور ذاتی کو بہ لفظ حقیقت خاص کرتے ہیں —— ہماری مِلک بِلک مجازی ہے"۔ یعنی بہ عطائے الٰہی، نہ اپنی ذات سے —— نہ یہ کہ حقیقت و نفس الامر میں باطل ہے۔

قال تعالےٰ:۔ فَهُمْ لَهَا مَالِكُوْنَ ۝ وقالَ تعالےٰ:۔ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ

ولہٰذا وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ مجاز ہوا، کہ عِلم وسماع وقدرت علی الجواب جو مصحّحِ استفسار حقیقی ہیں وہاں مَسلوب ومعدوم —— اور سَلْهُمْ اَیُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ ۝ قطعًا حقیقت کہ ثبوت یقینی اگرچہ عطائی۔ ہے

---

[1] آیۂ کریمہ نص واضح ہے کہ قمر مستنیر ہوکر اِنارۂ عالم کرتا ہے۔ هو الراجحُ من جهةِ العقل ایضًا الیه جنحَ المحققون منهم الامام الرازی۔ نہ یہ کہ بے اِستِنارہ صرف ضوءِ شمس کا تادیہ کرے۔ کما ظنّہٗ بعضُ الفلاسفۃ زبایہ کہ وہ خود نورانی نہیں بلکہ پَرتوِ مہر سے روشن ہوتا ہے **اقول** اِس کی نہ ہم نفی کریں لعدم وُرُودِ السمع بتکذیبِه۔ نہ اس پر جزم ضرور ہے لِعدَم قیامِ البرهانِ علی تصویبِه۔ والدَّوَرانُ لیسَ فی شیءٍ من البرهان۔ وانْ زعموا انّه بدیهیّ ثابت بالحدس۔ کیفَ ولاقاطع بابطال قولِ ابن الهیثم فی الاَهِلّة۔

وماذکروہ من حدیث الخسوف فیجوز ان یکون ذلک لاَنّ القادر تعالیٰ ینزِع منه النورَ متی شاءَ مِنْ دونِ ان تکونَ الحیلولۃُ هی المُوجبۃُ له —— والمعیّۃُ لاتفید العِلّیّۃ —— بل هٰذا الذی ذکرنا هو المستفادُ مِن ظواهِرِ الاحادیث —— وقد رأینا کذبهم فی کسوفٍ وقع علیٰ عهدِ رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم لعشرٍ خلَوْنَ مِنْ شوال —— مع انّ قاعدتهم تقضِیْ بانْ لایقع الاّ آخر الشهر۔ اِذِ المقارنۃ لاتکون اِلّا اِذْ ذاک۔ فلما ظهرلنا انتقاضُ الدوَرانِ فی الکسوف عسیٰ ان یَظهر ایضًا فی الخسوف —— علیٰ انّ فی الباب احتمالاتٍ اُخر لا یتکافأ فیها الدلیل —— وبالجملۃ مالم یخبرعنه نراہُ مضطربًا هکذا الیٰ یومِ القیٰمۃ۔ فاستفِدْہُ فانّه مُهمّ۔ نَعَمْ اَفاد الامامُ عبدُ الوهاب الشعرانی فی میزان الشریعۃ الکبریٰ اجماعَ اَهلِ الکشف علیٰ انّ نورَ القمر مستفادٌ مِن نورِ الشمس —— فمِنْ هذا الوجه نحن نقولُ به —— واللّٰه تعالیٰ اعلم ١٢ منه (ای من المصنف قُدِّس سرُّہٗ)

ہر عاقل جانتا ہے کہ مدارِ حقیقت ثبوت فی الواقع پر ہے ـــــ اور وہ ذاتی و مُستفاد دونوں سے عام ـــــ ع هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهٗ اور ع اَلْعَرَبُ تَعْرِفُ مَنْ اَنْكَرْتَ وَالْعَجَمُ میں جو فرقِ استعمال ہے عاقل پر مستور نہیں ـــــ ہیہات! اگر حقیقت منوط بہ ذاتیت ہو تو لازم آئے کہ معاذ اللہ خلقِ اشیا حقیقۃً جناب باری سے مسلوب بلکہ محال ہو، اور اُس کا اثبات فقط مجازی خیال ـ کہ جب حقیقۃً اِفاضۂ وجود نہ ہوا تو واقع میں کچھ نہ بنا ـ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ کیونکر صادق آئے ـ وَقِسْ عَلٰی هٰذَا شَنَائِعَ اُخْرٰی

لَاجَرَم ایسی مجازیت صدقِ حقیقی کی نافی، نہ ثبوتِ واقعی کے مُنافی ـــــ تو زید کا یہ بیان علی الاعلان مُنادی کہ عقولِ عشرہ سے صرف خالقیتِ ذاتیہ منفی، ورنہ حقیقۃً وہ خالقِ عالم ہیں ـ جیسے چاند مُنیرِ زمین ـــــ اگرچہ یہ خالقیت حق جلّ وعلا سے مُستعار، جس طرح شمس سے قمر کے انوار ـ

قرآن واہل قرآن سے پوچھ دیکھئے کہ یہ عقیدہ اُن کے نزدیک کس درجہ بُطلان پر ہے ـ حاش للہ! نہ اللہ کے سوا کوئی خالق بالذات، نہ ہرگز ہرگز اُس نے منصبِ ایجادِ عالم کسی کو عطا فرمایا کہ قدرتِ مُستفادہ[1] سے خالقیت کیا کرے ـ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ٥

بالجملہ باری تبارک وتعالیٰ کو کسی شئی کی تدبیر وتصرف سے بے تعلق، یا اُس کے غیر کو خالقِ جواہر، خواہ ایجادِ باری تعالیٰ کا مُتمِّم کہنا قطعاً جزماً کفریاتِ خالصہ ـــــ اور یہ سب مسائل اَجلیٰ ضروریاتِ دین سے ہیں ـ بلکہ اُن میں بھی ممتاز ـ اور اپنے کمالِ وُضوح میں تجشّمِ ایضاح سے غنی وبے نیاز ـ

(تنبیہ) ہاں عجب نہیں کہ زید کو سرگرمیٔ وَساوِس اِن عُذر بارد پر لائے کہ میں اِن اُمور کا دل سے معتقد نہیں، یہ تو میں نے فلاسفہ کے طور پر لکھ دیا ہے ـ

---

[1] واما اخلق من الطین کہیئۃ الطیر فلا یخفی علی ذی لُبّ اَنّ فیہ تبدیل الجسم التعلیمی، دونَ الایجادِ الطبعی ـ بل ذلک ایضاً ـ اعنی زوالَ اَبعاد وحدوثَ اُخریٰ ـ انما ہو علیٰ طریقۃِ الحکماء القائلین بالکم المتصل ـ واَمّا المتکلمون فلم یحدُث عندہم فی الطین شئی لم یکن، ولم یزُل عنہ شئی قد کان ـ وانما انتقلت الجواہر الفردۃ من طولٍ الیٰ عرضٍ او بالعکس مثلاً کما صرّحوا بہ فی الشمعۃ ـــــ وہذا ہو معنی تصویر الملک الموکّل بالرّحم الجنینَ فیہا ـــــ فلیس الّا ابداء ہیئاتٍ لاجزاء الجسم، لا ایجادُ لحم او شحم او عظم ـــــ واللہ تعالیٰ اعلم ـ ۱۲ منہ (قدس سرہٗ)

اقول ۔ لَاتُعَدِّمُ الخَرقَاءُ حِیلَةً ـــــ بیّن وواضح کہ یہاں کوئی صورتِ اِکراہ نہ تھی ـــــ اور بلااِکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر، اگرچہ دل میں اُس پر اِعتقاد نہ رکھتا ہو ۔ اور عامۂ علما فرماتے ہیں کہ اِس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عنداللہ بھی کافر ہو جائے گا ۔ کہ اُس نے دین کو معاذ اللہ کھیل بنایا اور اُس کی عظمت خیال میں نہ لایا ۔

امام علامہ فقیہ النفس فخر الدین اوزجندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "خانیہ" میں فرماتے ہیں:

رَجُلٌ کَفَرَ بِلِسَانِہٖ طَائِعًا وَقَلبُہٗ عَلَی الْاِیمَانِ یَکُونُ کَافِرًا ، وَلَایَکُونُ عِندَ اللّٰہِ مُؤمِنًا ۔

حاوی میں ہے : مَنْ کَفَرَ بِاللِّسَانِ وَقَلبُہٗ مُطمَئِنٌّ بِالْاِیمَانِ فَھُوَ کَافِرٌ وَلَیسَ بِمُؤمِنٍ عِندَ اللّٰہِ ۔

مجمع الانہر و جواہر الاخلاطی میں ہے ۔ وہذا لفظ المجمع :-

مَنْ کَفَرَ بِلِسَانِہٖ طَائِعًا وَقَلبُہٗ مُطمَئِنٌّ بِالْاِیمَانِ فَھُوَ کَافِرٌ وَلَایَنفَعُہٗ مَا فِی قَلبِہٖ ، لِاَنَّ الْکَافِرَ یُعرَفُ بِمَا یَنطِقُ بِہٖ مِنَ الْکُفرِ ، فَاِذَا نَطَقَ بِالْکُفرِ کَانَ کَافِرًا عِندَنَا وَعِندَ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔

بحر الرائق میں ہے :۔

وَالحَاصِلُ اَنَّ مَنْ تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃِ الْکُفرِ ھَازِلًا اَوْ لَاعِبًا کَفَرَ عِندَ الْکُلِّ ، وَلَا اعْتِبَارَ بِاعْتِقَادِہٖ ـــ وَمَنْ تَکَلَّمَ بِھَا خَطَأً اَوْ مُکرَھًا لَایَکفُرُ عِندَ الْکُلِّ ـــــ وَمَنْ تَکَلَّمَ بِھَا عَالِمًا عَامِدًا کَفَرَ عِندَ الْکُلِّ ۔

طریقۂ محمدیہ وحدیقۂ ندیہ میں ہے :۔

اَلتَّکَلُّمُ بِمَا یُوجِبُہٗ (ای الکفر) طَائِعًا مِنْ غَیرِ سَبْقِ اللِّسَانِ عَالِمًا بِاَنَّہٗ کُفرٌ (کفر) بِالْاِتِّفَاقِ ، وَکَذَا الْفِعلُ وَلَوْ ھَزْلًا وَمُزَاحًا بِلَا اِعْتِقَادِ مَدْلُولِہٖ ، بَلْ مَعَ اعْتِقَادِ خِلَافِہٖ (بقلبہ) فَاِنَّہٗ یَکفُرُ عِندَ اللّٰہِ تَعَالٰی اَیضًا فَلَا یُفِیدُہٗ (فی عدم الکفر) اِعْتِقَادُ الْحَقِّ بِقَلبِہٖ لِاَنَّ ذٰلِکَ جُعِلَ کُفرًا فِی الشَّرْعِ ، فَلَا تَعمَلُ النِّیَّۃُ فِی تَغیِیرِہٖ ۔ اھ ملخصًا ۔

رہا یہ کہ فلاسفہ کے طور پر کہا ، **اقول** ۔ سچ ہے ۔ ہم کب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے

طور پر کہا؟ ـــــ آخر جو کلمۂ کفر کہا جائے گا ـ وَالعِیاذ باللّٰہِ تعالیٰ ـ وہ غالبًا کسی نہ کسی فرقۂ کافرہ کے طور پر ہوگا ـ پھر کیا اِس قدر، اُس حکم سے نجات دے سکتا ہے؟ ـ حاشا و کلّا

زید مُتَفَلسِف سے اِستِفسار کیجئے، بھلا اُسے کفر تو جانتا تھا کہیں اِس عبارت میں اُس کے ردیا اُس سے تبرّی کی طرف بھی اِشارہ کیا؟ ـ کسی کلمہ، کسی حرف سے کراہت وناپسندی کی بو بھی آتی ہے؟ ـ ہَیہات ہَیہات! نہ ہرگز ہرگز کوئی لفظ ایسا لکھا جس سے معلوم ہوتا کہ دوسرے کا قول نقل وحکایت کرتا ہے ـــــ بلکہ اِس سب کے برعکس اُسے لفظ التحقیق کے نیچے داخل کیا، اور "قول وسیط" میں ھٰذا التحقیق کہا جس نے رہا سہا سب بھرم کھول دیا ـ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۝

ائمۂ دین، یہاں تک کہ خود مُنَقِّحِ مذہب حضرت امام ربّانی ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصریح فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص اپنی زبان سے اَلمَسِیحُ ابنُ اللہ کہے اور کوئی لفظ ایسا کہ حکایتِ قولِ نصاریٰ پر دلیل ہو ذکر نہ کرے، اگر چہ قصدِ حکایت کا دعویٰ کرتا رہے، ہرگز سچا نہ ٹھہرائیں گے اور عورت نکاح سے نکل جانے کا حکم دیں گے۔"

علامہ بدر الدین رشید حنفی رسالہ الفاظِ مُکفِرہ میں فتاویٰ صغریٰ وغیرہا سے ناقل: ـ

لَوقَالَت لِلقَاضِی سَمِعتُ زَوجِی یَقُولُ المَسِیحُ ابنُ اللہ ـ فَقَالَ اِنَّمَا قُلتُ حِکَایَۃً عَمَّن یَقُولُہٗ، فَاِنَّہٗ اَقَرَّ اَنَّہٗ لَم یَتَکَلَّم اِلَّا بِھٰذِہِ الکَلِمَۃِ بَانَت اِمرَاَتُہٗ ـ

اُسی میں ہے :ـ قَالَ مُحَمَّدٌ اِن شَھِدَ الشُّھُودُ اَنَّھُم سَمِعُوہُ یَقُولُ المَسِیحُ ابنُ اللہ، وَلَم یَقُل غَیرَ ذٰلِکَ، یُفَرِّقُ القَاضِی بَینَھُمَا وَلَا یُصَدِّقُہٗ

سُبحٰنَ اللہ! جب اِس مسئلہ میں ـــــ جہاں قرینِ قیاس کہ اُس نے لفظِ حکایت کہا ہو اور زن وشُہود نے نہ سُنا ـــــ حکمِ بَینُونَت دیتے ہیں تو آدمی کفرِ صریح سے کتاب کو گندہ کر کے، اور اُسے وَھٰذَا التَّحقیق کے زیور پہنا کے کیوں کر سبیلِ نجات پاسکتا ہے؟ ـ وَنَسئَالُ اللہَ العَافِیَۃَ ـ

سیدنا امام اجلّ، عالم المدینہ مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص کی نسبت سوال ہوا کہ: اُس نے قرآنِ عظیم کو مخلوق کہا ـ فرمایا: کافر ہے، قتل کرو ـــ اُس نے عرض کی: میں نے تو اوروں کا قول ذکر کیا ہے ـــ فرمایا: ہم نے تو تجھ سے سُنا ہے ـ

اِعلام بِقَواطِعِ الاسلام میں ہے :

سَأَلَ رَجُلٌ مَالِكًا عَمَّنْ يَقُولُ الْقُرْاٰنُ مَخْلُوقٌ، فَقَالَ مَالِكٌ: كَافِرٌ، اُقْتُلُوْهُ - فَقَالَ: اِنَّمَا حَكَيْتُهُ عَنْ غَيْرِي - فَقَالَ مَالِكٌ: اِنَّمَا سَمِعْنَاهُ مِنْكَ -

بلکہ علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی باتیں بہ تصریحِ حکایت بیان کرنا بھی حرام وناروا، اورحکایت کنندہ مستحقِ سزا - جب تک غرضِ محمود ومُہم عندالشَّرع ــ مثلِ تحذیرِ خلق، واظہارِ حق، وابطالِ باطل ــ یا دارا الحکم میں دعوی وشہادت بہ غرضِ قتل وعُقوبتِ قائل وغیرہا ضروراتِ دینیہ ــ پرمبنی ومشتمل، اور علانیہ اظہارِ بیزاری وکراہت وتبرّی سے مقرون ومتّصل نہ ہو -

امام علامہ قاضی عیاض مالکی قُدِّسَ سِرُّہٗ شِفا شریف اور علامہ شہابُ الدین احمد خفاجی حنفی رَحمۃُ اللہ اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :

اَمَّا ذِكْرُهَا عَلٰى غَيْرِ هٰذَا (الْوَجْهِ مِنَ الرَّدِّ وَالْاِبْطَالِ وَنَحْوِهٖ مِمَّا مَرَّ) عَلٰى وَجْهِ الْحِكَايَاتِ وَالْخَوْضِ فِيْ قِيْلَ وَقَالَ وَمَالَا يَعْنِيْ . فَكُلُّ هٰذَا (الْمَحْكِيِّ) مَمْنُوْعٌ (غَيْرُ جَائِزٍ شَرْعًا) وَبَعْضُهٗ اَشَدُّ فِي الْمَنْعِ وَالْعُقُوْبَةِ مِنْ بَعْضٍ ــ فَمَا كَانَ مِنْ قَائِلِهِ الْحَاكِيْ لَهٗ (عَنْ غَيْرِهٖ) عَلٰى غَيْرِ قَصْدٍ وَّمَعْرِفَةٍ بِمِقْدَارِ مَا حَكَاهُ، وَلَمْ يَكُنْ عَادَتُهٗ (حِكَايَتَهٗ، وَاِنَّمَا وَقَعَ مِنْهُ نَادِرًا) وَلَمْ يَكُنِ الْكَلَامُ (الَّذِيْ حَكَاهُ) مِنَ الْبَشَاعَةِ حَيْثُ هُوَ، وَلَمْ يَظْهَرْ عَلٰى حَاكِيْهِ اسْتِحْسَانُهٗ وَاسْتِصْوَابُهٗ زُجِرَ (وَوُبِّخَ) وَنُهِيَ عَنِ الْعَوْدِ اِلَيْهِ ــ وَاِنْ قُوِّمَ بِبَعْضِ الْاَدَبِ فَهُوَ مُسْتَوْجِبٌ لَهٗ ــ وَاِنْ كَانَ لَفْظُهٗ مِنَ الْبَشَاعَةِ حَيْثُ هُوَ، كَانَ الْاَدَبُ اَشَدَّ اھ ملخصا.

اقول اور کیوں کر حرام نہ کہیں گے حالانکہ عُلما تصریح فرماتے ہیں کہ حدیثِ موضوع کی روایت بے ذکرِ ردّ وانکار ناجائز ہے ــ وَھٰذا اما اُخذ بہ علی الحافظین المعاصرین ابی نعیم وابن مندۃ ــــ اور یہاں مجرد بیانِ سند سے برارت عُہدہ نہیں ــ صرّح بہ الشمسُ الذّھبیّ وغیرُہ مِن ائمۃِ الشان ــــ توجب وہاں یہ حکم ہے باآں کہ صدہا احادیثِ موضوعہ کے مضمون حق ونافع ہوتے ہیں، توان اختلاقاتِ ملعونہ کی مجرد حکایت کیوں کر حلال ہوگی جو صریح مخالفِ اسلام، ومُہلکِ ہائل ومُفسدِ عظیم وسَمِّ قاتل ہیں ــ نَسْاَلُ اللّٰہَ العافیہ

بلکہ بہت ائمہ ناصحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو بروجہِ ردّو ابطال بھی، ایسی بلکہ اِن سے بدرجہا کم خرافات کی اِشاعت پسند نہیں کرتے ــ اور ایک وجہ بھی ہے جس کے سبب کلامِ مُتاَخِرِین پر ہزار ہزار طعن و انکار فرماتے ہیں ـ کما فصل بعضہ الفاضل **علیُّ القاری** فی شرحِ الفقہ الاکبر ـ حتی کہ سیدنا امام ہمام عماد السُنّہ **احمد بن حنبل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا عارف باللہ امام الصوفیہ **حارث مُحاسبی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس وجہ پر ملاقات ترک کردی اور فرمایا :ـ وَیحَكَ ، اَلَسْتَ تَحْکِی بِدْعَتَھُمْ اَوَّلاً ثُمَّ تَرُدُّ عَلَیْھِمْ ، اَلَسْتَ تَحْمِلُ النَّاسَ بِتَصْنِیْفِكَ عَلٰی مُطَالَعَۃِ الْبِدْعَۃِ ، وَالتَّفَکُّرِ فِی الشُّبْھَۃِ ، فَیَدْعُوْھُمْ ذٰلِكَ اِلَی الرَّاْیِ وَالْبَحْثِ وَالْفِتْنَۃِ ۔

اگرچہ ہے یوں کہ ردِّ اہلِ بدعت ، وقتِ حاجت اہمّ فرائض سے ہے ـ اور خود امام **احمد** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ردِّ جَہمِیہ میں کتاب تصنیف فرمائی ــــ وفی حدیثٍ عند **الخطیب** وغیرہ اَنّہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال :

اِذَا ظَھَرَتِ[1] الْفِتَنُ ـ اَوْقَالَ الْبِدَعُ ـ وَسُبَّ اَصْحَابِیْ فَلْیُظْھِرِ الْعَالِمُ عِلْمَہٗ ، فَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ، ، لَا یَقْبَلُ اللہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلاً ـ

بالجملہ اس میں شک نہیں کہ زید کی دونوں عبارتیں صریح کلمۂ کفر ـ

ــــ اور اُنھیں یوں داخلِ کُتُب کرنے میں کوئی عذر قابلِ قبول نہیں

وَاللہُ الْمُسْتَعَانُ

قول دوم وسوم وچہارم

کا بھی بِعینہٖ یہی حال کہ اُن میں ہیولیٰ وصورتِ جسمیہ وصورتِ نوعیہ وعقولِ عشرہ وبعض نفوس کو قدیم زمانی مانا ــــ اور یہ سب کفر ہیں ۔

ائمہ دین فرماتے ہیں :ـ جو کسی غیرِ خدا کو ازلی کہے بااجماعِ مسلمین کافر ہے ـ **شِفا و نسیم**

---

[1] اقول فانظر الی قولہ "ظَھَرَتْ" یظہر لک الماخذان ـ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ (قدس سرہ)

میں فرمایا :۔

مَنِ اعْتَرَفَ بِالٰھِیَّۃِ اللّٰہِ تعالٰی وَوَحْدَانِیَّتِہٖ لٰکِنَّہٗ اعْتَقَدَ قَدِیْمًا غَیْرَہٗ (ای غیر ذاتہ وصفاتہ[1]، اشارۃ الی ماذہب الیہ الفلاسفۃ من قدم العالم والعقول) اَوْ صَانِعًا لِلْعَالَمِ سِوَاہُ (کالفلاسفۃ الذین یقولون اِنّ الواحد لایصدر عنہ الّا الواحد) فَذٰلِکَ کُلُّہٗ کُفْرٌ (ومعتقدہ کافر باجماع المسلمین۔ کالالٰہیین من الفلاسفۃ والطبائعیین) اھ۔ ملخصًا۔

اور فرمایا :۔ یَقَعُ بِکُفْرِ مَنْ قَالَ بِقِدَمِ الْعَالَمِ اَوْ بَقَائِہٖ اَوْ شَکَّ فِیْ ذٰلِکَ علٰی مذھبِ بعضِ الفلاسفۃ (ومنھم من ذھب[2] لغیرہ۔ وقد کفّرھم اھلُ الشرعِ بھٰذا، لِمَا فیہ من تکذیبِ اللہ ورُسُلِہٖ وکتبہ) .. الی ان قال .. فَلَا شَکَّ فِیْ کُفْرِ ھٰؤُلَاءِ قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَمْعًا۔ اھ ملتقطا

علامہ ابن حجر مکی، ہیتمی اعلام میں فرماتے ہیں :۔

اِعْتِقَادُ قِدَمِ الْعَالَمِ اَوْ بَعْضِ اَجْزَائِہٖ کُفْرٌ، کَمَا صَرَّحُوْا بِہٖ

اُسی میں ہے :۔ مِنَ الْمُکَفِّرَاتِ الْقَوْلُ الَّذِیْ ھُوَ کُفْرٌ، سَوَاءٌ اَصَدَرَ عَنِ اعْتِقَادٍ اَوْ عِنَادٍ اَوِ اسْتِھْزَاءٍ، فَمِنْ ذٰلِکَ اعْتِقَادُ قِدَمِ الْعَالَمِ۔ اھ ملتقطا

طوالع الانوار من مطالع الانظار میں ہے :۔ اَلْقَوْلُ بِالذَّوَاتِ الْقَدِیْمَۃِ کُفْرٌ۔

شرح مواقف میں ہے :۔ اِثْبَاتُ الْمُتَعَدِّدِ مِنَ الذَّوَاتِ الْقَدِیْمَۃِ ھُوَ الْکُفْرُ اِجْمَاعًا۔

---

[1] اقول توضیح لاتوجیہ۔ فان صفاتہ سبحٰنہ وتعالٰی لیست عندنا غیرہ کما ھی لیست عینہ۔ ۱۲ منہ

[2] اقول او تکون البعضیۃ راجعۃ الی الشک فھی اشارۃ الی ما حکی عن جالینوس انہ قال فی مرضہ الذی تُوُفِّیَ فیہ لبعض تلامذتہ اکتب عنّی انّی ما علمتُ ان العالم قدیم او مُحْدَث، واَنّ النفس الناطقۃ ہی المزاج او غیرہ ـــــ قد طعن فیہ اقرانہ بذلک حین اراد من سلطانِ زمانہ تلقیبہ بالفیلسوف ـ ذکرہ فی شرح المواقف۔

اقول ان کان الطعنُ للتردد الاخیر، فھو بذلک حریّ وجدیر ـــ والّا فمن العجب اَنّ معتقِدَ القدم لیسمّٰی فلسفیًا، دون الشاک ـ مَعَ اَنّ جَھْلَ ذٰلک مُرَکَّبٌ وجَھْلَ جالینوس بسیط ـ فان کان مثلُ[a] الجھل لاینافی حکمۃ الحکیم فالبسیط اولٰی بہ ـــ الّا ان یّقالَ اِنّ الفلسفیَّ ھو المتناھی فی الجہالۃ، وذلک فی المرکّب ۱۲ منہ

[a] کذا فی المخطوطۃ۔ ویختلج صدری ان العبارۃ "مثل ذا الجھل" او "اَمثلُ الجھل"۔ ویصح "مثل الجھل" ایضا بجعل اللام للعھد لکن السیاق یستدعی مقابلۃ البسیط ۱۲ محمد احمد المصباحی

شرح فقہ اکبر میں ہے :-

مَنْ یُؤَوِّلُ النُّصُوْصَ الْوَارِدَۃَ فِیْ حَشْرِ الْاَجْسَادِ وَحُدُوْثِ الْعَالَمِ وَعِلْمِ الْبَارِیْ بِالْجُزْئِیَّاتِ فَاِنَّہٗ یَکْفُرُ۔

بحرالرائق میں جمع الجوامع اور اس کی شرح سے منقول :-

مَنْ خَرَجَ بِبِدْعَۃٍ مِّنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ کَمُنْکِرِیْ حُدُوْثِ الْعَالَمِ، فَلَا نِزَاعَ فِیْ کُفْرِھِمْ۔ لِاِنْکَارِھِمْ بَعْضَ مَا عُلِمَ مَجِیْءُ الرَّسُوْلِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بِہٖ ضَرُوْرَۃً ۔ اھ مختصرًا۔

رَدُّ الْمُحْتَار میں شرح تحریر علامہ ابن الہمام سے منقول :-

لَاخِلَافَ فِیْ کُفْرِ الْمُخَالِفِ فِیْ ضَرُوْرِیَّاتِ الْاِسْلَامِ مِنْ حُدُوْثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ الْاَجْسَادِ وَنَفْیِ[1] الْعِلْمِ بِالْجُزْئِیَّاتِ، وَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ الْمُوَاظِبِ طُوْلَ عُمْرِہٖ عَلَی الطَّاعَاتِ۔

اور اسی طرح امام ابوزکریا یحییٰ نووی نے روضہ اور فاضل سید احمد طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں نقل کیا ____ غرض تصریحیں اس کی ، کتب ائمہ میں بکثرت ہیں ۔ وَلَا مَطْمَعَ فِی الْاِسْتِقْصَاءِ ____ حتی کہ اہل بدعت بھی اس میں مخالف نہیں ۔ کمایُرشِدُکَ الیہ قولُہ "بِاجماعِ المسلمین"۔

امام فخرالدین رازی رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ محصّل میں فرماتے ہیں :-

اِتَّفَقَ الْمُتَکَلِّمُوْنَ[2] عَلٰی اَنَّ الْقَدِیْمَ یَسْتَحِیْلُ اِسْتِنَادُہٗ اِلَی الْفَاعِلِ[3] ۔

---

[1] اقول ہٰکذا وقع فی الکتاب ۔ والصواب اسقاط "النفی" ۔ فانہ ہو الکفر اجماعًا ، والضروریُّ ہو الاثبات ____ وکانّہ رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ لما اراد تمثیلَ مخالفۃ الضروریات وکان الیہ سبیلان ، احدہما بتعدید المخالفات ، والاخریٰ بذکر الضروریات فالتبستْ فی البیانِ احداہما بالاخریٰ ۔ فسلک الاخریٰ فی الاوّلین ، والاولیٰ فی الآخر ۔ والامر واضح ، فلیتنبہ ۱۲ منہ

[2] ہو لفظ یَعُمّ جمیعَ النُّظّار من اہل القبلۃ ، المقتدرین علی اثبات عقائدہم التی دانوا بہا اللہ تعالیٰ ، بایراد الحُجج وادحاض الشُّبَہ ۔ سواء کانوا مصیبین کمعشر اہل السنۃ والجماعۃ حفظہم اللہ تعالیٰ او خاطئین کمن عداہم ۔ کما صرح بہ فی المواقف وغیرہا ۔ فالحاصل "اِتَّفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ" ۔ ۱۲ منہ

[3] اقول ۔ یعنی الفاعلَ المختار ، اذ لا فاعلَ مُوجِبًا ۔ عندنا ۔ وہٰذا ہو الذی قالوا : انہ اجمع علیہ المتکلمون ۔ اَمّا انّ القدیم لایمکن اسنادہ الی الفاعل مطلقا حتی الموجب لو کان ، فمسلکٌ خاصٌ للامام الرازی لم یوافقْہ علیہ کثیرون ۔ حتی قالوا :- ان القول بقِدم العالم انّما ساغ للفلاسفۃ لقولہم بالفاعل الموجب ولولا ذلک وآمنوا بالفاعل المختار ۔ لَاَذْعَنُوْا بحدوثِ العالم عن آخرہ ____ وکذا ایجابُ المسلمین حدوثَ کلِّ مخلوق لقولہم بالفاعل المختار ۔ ولولا ذلک لقالوا بالقِدم۔ قلتُ المقصود نفْیُ الاجماع علی التعمیم ۔ وہو حاصل ۔ واِنْ کانَ فی الکلام کلام ۔ واللہ سُبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

بلکہ حدوثِ تمام اَجسام وصفاتِ اَجسام پر عام اہلِ مِلَل کا اتفاق ہے —— یہود و نصاریٰ تک اِس میں خِلاف نہیں رکھتے —— فی شرح المواقف :-

اَلْاَجْسَامُ مُحْدَثَۃٌ بِذَوَاتِہَا الْجَوْہَرِیَّۃِ، وَصِفَاتِہَا الْعَرْضِیَّۃِ —— وَھُوَ الْحَقُّ۔ وَبِہٖ قَالَ الْمِلِّیُّوْنَ کُلُّہُمْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالْمَجُوْسِ۔

اور بے شک زید کا اِن مضامینِ کفریہ کو مقامِ ردو اِستدلال میں لانا، اور اُن پر اختیارِ مذاہب وتحقیقِ مَشارِب کی بِنا رکھنا، صراحۃً اُن کی رضا وقبول پر دال —— اور بالفرض نہ ہو تو بلا اِکراہ ایراد میں کیا مَقال ؟

وَتَذَکَّرْ کُلَّ مَاقَدَّمْنَا مِنَ الْکَلَامِ عَلَی الْقَوْلِ الْاَوَّلِ، تَجِدْ ھُنَالِکَ مَافِیْہِ الْغِنَاءُ، وَعَلَیْہِ الْمُعَوَّلُ۔

معدن ضلالات قول پنجم

یہ قول متعدد ضلالتوں، متکثر جہالتوں کی طرفہ معجون - بلکہ معجونِ فلاسفہ قرۃ العیون ہے —— زید مسکین نے تشدّقِ بقری کو علقِ نفیس جان کر آمنّا بہ تو کہدیا مگر نہ دیکھا کہ اس پر کیا کیا شناعاتِ عظیمہ ہائلہ وارد -

فاقول، وبحول اللہ تعالیٰ اصول - **اوّلاً** :- تمام انواع کا قدم لازم، کہ جب طبائعِ مرسلہ میں مجرد امکانِ ذاتی بلاکِ فیضان —— اور امکانِ ذاتی - یعنی دائرہ قدرت میں داخل ہونا - قطعًا ازلی - وإلا لزم الانقلاب - اور جانبِ مُبدیٔ تبارک وتعالیٰ میں قطعًا بخل نہیں —— تو واجب ہوا کہ ہر نوع قدیم ہو —— اور یہ امر اصولِ باطلۂ فلسفہ پر قدمِ ہیولیٰ، وقدمِ صورتِ جسمیہ و قدمِ صورتِ نوعیہ - وقدمِ جمیع اشخاصِ منحصرہ فیہا الانواع . وقدمِ بعض افرادِ[1] انواعِ باقیہ . وقدمِ انواع واشخاصِ اعراضِ لازمہ علی التفصیلِ المشارِ الیہ کو **مُستلزم** - کما لا یخفی —— پورا پورا مذہبِ نامہذّبِ فلسفۂ مزخرفہ کا، ثابت ہوگیا .

فلسفی متبوع[2] کا مطلب بمادۃ ومدۃ سے نکلتا تھا - متفلسف تابع نے مستلزمۃ للفعلیۃ صاف لکھ دیا —— ہیہات! اُس متبوع سے کیا جائے شکایت کہ وہ حضرات تو قدیمًا وحدیثًا سفہائے سفسطہ کے فضلہ خوار رہے ہیں - وَمَنْ لَمْ یَسْتَغْنِ بِالقُرْاٰنِ فَلَا اَغْنَاہُ اللہُ —— مگر اس تابع مُدعیِ تسنّن کا تلوّن وتفنّن قابلِ تماشا — نَسْاَلُ اللہَ الثَّبَاتَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَالسُّنَّۃِ -

ثانیًا اور اشدّ واعظم قباحت لازم کہ اِس تقدیر پر قدرتِ الٰہیہ صرف انواعِ موجودہ میں منحصر ہوئی جاتی ہے —— اور جو نوع نہ بنی اس کے یہ معنیٰ کہ حق جلّ وعلا کو اُس پر قدرت ہی نہ تھی، کہ اگر مقدور ہوتی تو ممکن ہوتی —— اور طبیعتِ مطلقہ میں نفسِ امکان مستلزمِ فیضان —— تو

---

[1] مؤلف المنطق الجدید تمسک بہ ھنا بما تفوہ بہ الباقر وہذا اللفظ یشیر الیہ ۱۲ محمد احمد [2] ای یعنی فرد منتشر ۱۲ منہ [3] باقر داماد شیعی ۱۲

اِنتفائے لازم، اِنتفائے ملزوم پر دلیلِ جازم ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

یہ شناعتِ خبیثہ تو ایسی ہے کہ جس طرح اِسلامیوں کے نزدیک کفر، یونہی شاید فلسفیوں کو بھی مقبول نہ ہو کہ وہ بھی تقاسیمِ کلی میں کلی معدوم الافراد کو قسیمِ ممتنع الافراد کی قسم بتاتے ہیں۔ کماصُرِّحَ بہ فی اَسفارِھم۔

یاللعجب! اگر باقر غافل تھا، "متبقر" تو عاقل تھا ۔ ولٰکن۔ صَدَقَ رَبُّنا تبارک وتعالیٰ:

اِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ، وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ۝

ثالثًا ۔ تابع ومتبوع کا یہ قول کہ "جانبِ مَبدء میں بخل نہ ہونا مستلزمِ فیضان ہے"۔ اُصولِ سنّت سے محض مَباین ـــــ اہلِ سنّت کا ایمان ہے کہ مُبدئ تبارک وتعالیٰ جواد، کریم، اَکرمُ الْاَکرمِین ہے ۔ جَلَّ جلالُہٗ وتقدّسَ فعالُہٗ ـــ مگر بااِیں ہمہ کوئی شئ اُس پر واجب نہیں مانتے۔

عالم جب تک نہ بنایا تھا وہ جب بھی جواد تھا۔ اور اگر کبھی نہ بناتا تاہم جواد ہوتا ـــــ نہ اِس نہ بنانے سے کوئی عیب اُسے لگتا، نہ کوئی نقصان اُس کے کمالِ اکمل میں آتا ـــــ کسی شئ کا ایجاد و اِعدام کچھ اُس پر ضرور نہیں۔

قَالَ تعالیٰ:۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ وقَالَ تعالیٰ:۔ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝

وقَالَ تعالیٰ:۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ۝ ـــ

وَہٰذَا واضِحٌ جَلِیٌّ عِنْدَ کُلِّ مَنْ نَوَّرَ اللّٰهُ بَصِیْرَتَہٗ ـــــ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

تو یہ استلزام بھی اُسی فلسفۂ ملعونہ پر مبنی کہ قادر مختار تعالیٰ شانُہٗ کو فاعلِ مُوجِب، اور ایجادِ عالم کو اُس کے کمال کا سبب جانتے ہیں ـــــ تَعٰلَی اللّٰهُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝

رابعًا متفلسف تابع نے شطرنج میں بغلہ اور طنبور میں ایک نغمہ اور زائد کیا کہ "اگر غیر اَحق صادر اور اَحق غیر صادر ہو تو ترجیحِ مرجوح لازم آئے گی"۔

سُبْحٰنَ اللّٰہِ! نہ وہاں کوئی اَحق، نہ قادر حمید، فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْد پر تمہاری عقولِ سخیفہ حاکم ـــــ نہ ہمارے نزدیک اُس کے اِرادہ کے سوا کوئی مُرجِّح ـــ اور ہو بھی تو اُس پر کچھ اِعتراض نہیں۔

قَالَ تعالیٰ:۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہ ۔ وقَالَ تعالیٰ:۔ وَاللّٰهُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ

وقَالَ تعالیٰ:۔ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَةُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝

واضح ترکہوں ۔ حاصلِ مذہب اہل سنّت یہ ہے کہ تمام مقدورات اُس جنابِ رفیع کے حضور یکساں ہیں۔ کوئی اپنی ذات سے کچھ استحقاق نہیں رکھتا کہ ایک کو راجح دوسرے کو مرجوح کہیں۔

علامہ سنوسی شرح جزائریہ میں فرماتے ہیں:-

اِنَّ الَّذِیْ اَوْقَعَ الْمُعْتَزِلَۃَ فِی الضَّلَالَاتِ ۔ کَاِیْجَابِ الثَّوَابِ وَفِعْلِ الصَّلَاحِ وَالْاَصْلَحِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ اِعْتِمَادُھُمْ فِیْ عَقَائِدِھِمْ عَلَی التَّحْسِیْنِ وَالتَّقْبِیْحِ الْعَقْلِیَّیْنِ، وَقِیَاسُھُمْ اَفْعَالَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَحْکَامَہٗ عَلٰی اَفْعَالِ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَاَحْکَامِھِمْ، مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ جَامِعٌ یَّقْتَضِی التَّسْوِیَۃَ فِی الْاَحْکَامِ ۔ وَالَّذِیْ اَجْمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ الْحَقِّ اَنَّ الْاَفْعَالَ کُلَّھَا مُسْتَوِیَۃٌ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی تَعَلُّقِ قُدْرَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِرَادَتِہٖ بِھَا۔ الخ

وہاں صرف ترجیح اُس قدیر مجید عزّ مجدہٗ کے ارادہ سے ہے۔ جس چیز کے ایجاد سے اُس کا ارادہ متعلق ہوگیا اُسی نے ترجیح پالی — شرحِ طوالع میں ہے:-

تخصیصُ بعضِ المقدوراتِ بالتحصیل، وبعضِھا بالتقدیمِ والتاخیرِ لابُدّ لہٗ مِن مُخَصِّصٍ ۔ لان نسبۃَ جمیعِ المقدوراتِ الی ذاتِہٖ مُتَسَاوِیَۃٌ وَلَیْسَ ھُوَ نفسَ الْعِلْمِ، فَاِنَّہٗ تابعٌ للمَعْلُومِ، وَلَا الْقُدْرَۃَ فَاِنّ نسبتَھا الی الجمیعِ علٰی وَتیرۃٍ واحدۃٍ ۔ فلا بُدَّ مِنْ صِفَۃٍ اُخْرٰی مِنْ شانِھا التخصیصُ ۔ وَھِیَ الْاِرادۃُ ۔ اھ ملخصًا۔

اور بہ فرضِ باطل اگر یہاں کوئی مرجح ہو بھی تو اُس کا اتباع، مولیٰ مُقتدر جلّ جلالہٗ پر ضرور نہیں — اُسے اِختیار ہے چاہے راجح کو کبھی نہ کرے اور مرجوح کو خلعتِ وجود عطا فرمائے — زِنہار اُس پر اعتراض نہیں ہوسکتا—

شرحِ مواقف میں ہے:-

اِعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ قَدْ اَجْمَعَتْ اِجْمَاعًا مُرَکَّبًا عَلٰی اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَفْعَلُ الْقَبِیْحَ

ل؎ ای فیقدر علی کل شیئ ولیفعل ما یرید ۔ لا ترجیح قبل ارادتہ وانما الترجیح بارادتہ ۔ فھی مُوْجِبَۃُ الرجحان، لا ھو محرکُ الارادۃ — ھکذا ینبغی اَنْ یُفھمَ ھذا المقام ۔ وقد رأینا تصدیق ذلک، فی قَفْیِ العطشان و طریقِ السالک، فارادۃُ اللّٰہِ سبحٰنہٗ اَوْلٰی بذالک ۱۲ منہ

وَلَا یَتْرُكُ الْوَاجِبَ — فَالْاَشَاعِرَةُ مِنْ جِهَةِ اَنَّهٗ لَاقَبِیْحَ مِنْهُ، وَلَاوَاجِبَ عَلَیْهِ —
وَاَمَّا الْمُعْتَزِلَةُ فَمِنْ جِهَةِ اَنَّهٗ مَاهُوَ قَبِیْحٌ یَتْرُكُهٗ وَمَایَجِبُ عَلَیْهِ یَفْعَلُهٗ — وَاِنَّا قَدْ
بَیَّنَّا فِیْمَا تَقَدَّمَ اَنَّهٗ تَعَالٰی الْحَاكِمُ، فَیَحْكُمُ بِمَا یُرِیْدُ وَیَفْعَلُ مَایَشَاءُ — لَا وُجُوْبَ
عَلَیْهِ كَمَا لَاوُجُوْبَ عَنْهُ وَلَا اسْتِقْبَاحَ مِنْهُ - اھ ملتقطا

مولیٰ ناصح محمد آفندی برکلی طریقۂ محمدیہ وسیدی عارف باللہ عبدالغنی نابلسی اس کی شرح حدیقۂ ندیہ میں فرماتے ہیں :-

لَایَلْزَمُ عَلَیْهِ تَعَالٰی شَیْءٌ مِّنْ فِعْلِ صَلَاحٍ اَوْ اَصْلَحَ، اَوْفَسَادٍ اَوْ اَفْسَدَ بَلْ هُوَ
الْفَاعِلُ الْعَدْلُ الْمُخْتَارُ - وَیَخْلُقُ اللّٰهُ مَایَشَاءُ وَیَخْتَارُ - اھ مختصرا

شرح عقائد نسفی میں ہے :-

لَیْتَ شِعْرِیْ مَامَعْنٰی وُجُوْبِ الشَّیْءِ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی، اِذْلَیْسَ مَعْنَاهُ اسْتِحْقَاقَ
تَارِكِهِ الذَّمَّ وَالْعِقَابَ - وَهُوَ ظَاهِرٌ - وَلَا لُزُوْمَ صُدُوْرِهٖ عَنْهُ تَعَالٰی بِحَیْثُ لَایَتَمَكَّنُ
مِنَ التَّرْكِ بِنَاءً عَلٰی اسْتِلْزَامِهٖ مُحَالًا مِّنْ سَفَهٍ اَوْجَهْلٍ اَوْعَیْبٍ اوبخل اَوْ نَحْوِ
ذٰلِكَ - لِاَنَّهٗ رَفْضٌ لِّقَاعِدَةِ الْاِخْتِیَارِ، وَمَیْلٌ اِلَی الْفَلْسَفَةِ الظَّاهِرَةِ الْعَوَارِ

دیکھو اِس عبارت میں اُس فلسفی کے الزام بخل کا بھی رد ہے - وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّامِیَةُ —
اور یہ سب مطالب کہ عُلما نے اِفادہ فرمائے فرداً فرداً اُن آیاتِ کریمہ سے کہ فقیر نے تلاوت کیں، ثابت - اور اگر کچھ نہ ہوتا سوا آیۂ کریمہ " اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ " ۝ کے، تو بس تھی - کہ مرجوح بھی ایک شئی ہے اور ہر شئی مقدور — اور معنیٰ قدرت نہیں مگر صحتِ فعل وترک - یعنی کرے یا نہ کرے دونوں یکساں — اور کسی تقدیر پر کچھ حرج ونقصان نہیں — طوالع میں ہے :

اَلْقَادِرُهُوَ الَّذِیْ یَصِحُّ مِنْهُ اَنْ یَّفْعَلَ الْمَقْدُوْرَ وَاَنْ لَّا یَفْعَلَ - اھ

پھر ترجیحِ مرجوح کا الزام کیسا ؟ — اور قادر مختار پر یہ تَقَوُّلَات کس شریعت میں روا ؟ —
ثُمَّ اَقُوْلُ بعبارۃِ اَخصر — ہم پوچھتے ہیں قولِ زید " لَزِمَ تَرْجِیْحُ الْمَرْجُوْحِ " سے کیا مقصود ؟ — آیا اِستحالہ ذاتیہ ؟ — تو بَیِّنُ الْبطلان . کہ وہ ہماری قدرتِ فانیہ زائلہ، قاصرہ باطلہ کے تحت میں داخل - نہ کہ قدرتِ باقیہ تامّہ، کاملہ دائمہ — یا یہ کہ خدا کو عیب لگے گا ؟ — تو یہ وہی اُس غنی حمید کو بندوں پر قیاس کرنا، اور صدہا نصوصِ قرآنیہ سے مُنہ پھیرنا ہے -

ہمارے فعل بھلے بُرے سب طرح کے ہیں اور وہ جو کچھ کرے سب اچھا۔ وہی کام ہم کریں، ہم پر اعتراض ہو۔ وہ کرے اُس پر اصلاً اعتراض نہیں ــــ یقین نہ آئے تو کافر کی حمایت میں کسی مسلمان کو قتل کر دیکھو ــــ اور اُس نے بارہا کفار کو مسلمین پر غلبہ دیا۔

وَاللّٰہ یہ وہ جگہ ہے کہ مومن کا دل اپنے مولیٰ کی محبت سے چھلکے۔ اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ! جمیل کی ہر بات جمیل ــ (ہیہات ہیہات۔ بلاتشبیہ) میلے کپڑے کہ بدصورت پر سخت بدنما ہوں، کسی حسین کو پہننے دیجئے۔ دیکھئے کتنی بہار دیتے ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔

عِیَاذًا بِاللّٰہ! اگر وہ اپنے بندۂ مسلمان کو دوزخ میں ڈالے (اور اُسی کے وجہِ کریم کی پناہ)۔ اُس وقت اُس مومن سے پوچھئے! تیرے رب نے یہ کام کیسا کیا؟ ــ وَاللّٰہ یہی کہے گا کہ بہت اچھا۔ نہایت خوب۔ کمال بجا۔ وَلٰکِنْ عَافِیَتُکَ اَوْسَعُ لِیْ۔

بالجُملہ زید کا یہ قول انواعِ ضلالات وجہالات کا مجمع۔ اور صریح فلسفہ واعتزال اُس کا منبع ــــ نسأل اللّٰہ العافیۃ۔ ولاحول ولاقوۃ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْم

قولِ ششم

میں کہ "عقولِ عشرہ کا تمام نقائص وقبائح سے مقدس ومُنزَّہ، اور اُن کے علم کا تمام ومحیط باحاطۂ تامہ ہونا نقل کیا ــ یہاں تک کہ کوئی ذرہ ذراتِ عالم سے اُن پر مخفی رہنا ممکن نہیں"۔ ــ یہ خاص صفت حضرت عالمُ الغیب والشہادۃ کی ہے۔ جَلَّ وَعَلَا۔

قال تعالیٰ:ــ وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّکَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ
نہیں چھپتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

اور اُس کا غیرِ خدا کے لئے ثابت کرنا قطعاً کفر ــ اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ! اِس **عدمِ اِمکان** کو مسلمان

غور کرے کہ کیسا کفر وانشگاف۔ اور کتنے صریح نصوصِ قرآنیہ کا خلاف ہے۔
قال تعالیٰ :- وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ۔ کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا
وقال تعالیٰ :- اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ ـــــ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا۔
وقال تعالیٰ :- وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

کافر کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ تو فرما اُس کا علم تو خدا ہی کو ہے ـــ اور میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں صاف صاف۔
وقال تعالیٰ :- لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ نہیں گھیرتے اُس کے علم سے کچھ، مگر جتنا وہ چاہے
وقال تعالیٰ حکایۃً عن مَلٰٓئکتہٖ :- سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝
پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تو ہی ہے دانا، حکمت والا۔

سُبْحٰنَ اللّٰہ! متفلسفہ کہتے ہیں کہ "عقولِ عشرہ" ملٰئکہ سے عبارت ہے ـــ اگرچہ یہ بات مَحض غلط ـــ کہ جو اُمور وہ بے عقول اِن دس عقول کے لئے ثابت کرتے ہیں، صِفاتِ ملٰئکہ سے اَصلاً عِلاقہ نہیں رکھتے ـــ وَلَا اَکْذَبَ مِمَّنْ کَذَّبَہُ الْقُرْاٰنُ ـــ بلکہ یہ صرف اُن سُفہا کے اَوہامِ تراشیدہ ہیں جن کی اصل نام کو نہیں ـــ اِنْ ھِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ، مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ ـــ تاہم اگر مان لیں، اور یوں سمجھیں کہ مشرکینِ عرب نے شانِ اَملاک (فرشتے) میں غُلو کے ساتھ تفریط بھی کی۔ کہ اُنھیں عورتیں ٹھہرایا ـــ کفارِ یونان نے وہ اِفراطِ خالص نبا ہا کہ اَوصافِ خَلق سے مُتعالی بتایا۔ تو اب اِس آیہ کریمہ سے اُن عقول کی حالت اِدراک کیجئے۔

کس طرح اِن احمقوں کو جھٹلاتے، اور اپنے مالک کے حضور اپنے عجز و بے علمی کا اقرار لاتے، اور پاکی و قدوسی اُس کے وجہِ کریم کے لئے خاص ٹھہراتے ہیں ـــ صَدَقَ اللّٰہُ تعالیٰ :-
سَیَکْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِھِمْ وَیَکُوْنُوْنَ عَلَیْھِمْ ضِدًّا ۝

اِعلام بقواطعِ الاسلام میں ہے :-
مَنِ ادَّعٰی عِلْمَ الْغَیْبِ فِیْ قَضِیَّۃٍ اَوْ قَضَایَا لَا یَکْفُرُ۔ وَمَنِ ادَّعٰی عِلْمَہٗ فِیْ سَائِرِ الْقَضَایَا کَفَرَ۔
اور اُسی میں علمائے حنفیہ سے، کفرِ مُتّفقٌ علیہ کی فصل میں منقول :-

اَوْ وَصَفَ مُحَمَّدًا بِصِفَاتِہٖ اَوْ اَسْمَائِہٖ ــــ الخ

غرض حکمِ مسئلہ واضح ہے ـــــ صرف محلِّ نظر اس قدر کہ یہاں زید نے لفظ عِنْدَ ھُمْ لکھ دیا کہ طرفۃً حکایت پر دال ـ

اقول مگر قطع نظر اس سے کہ جملہ لایمکن ان لایعلم العقلُ الاول مثلاً ـ الخ ـ کہ خود کفر جلی ہے، داخلِ حکایت نہیں ـ بلکہ تنزّہِ تام پر تفریع ہے کَمَا یَشْھَدُ بِہٖ سَوْقُ البَیَان ـــــ عجب کرتا ہوں کہ یہ اُسے مفید ہوا ـــــ اُس نے مجرّدات کا جزئیات مادّیہ کو بر وجہ جزئی جاننا اپنا مذہبِ محقق بتایا، اور اس کی حقانیت پر اِس قول کو دلیل ٹھہرایا ـ تو وہ یہاں محض محلِّ نقل و حکایت میں نہیں، بلکہ مقام تمسّک و اِستِناد میں ہے ـ وہ بھی مُجِیْبًا و مُنْتَصِرًا ، نہ سائلًا و صَائِلًا ـ تو یہ صاف اَمارتِ رضا و قبول ہے ـ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی کُلِّ عَاقِلٍ ، فَضْلًا عَنْ فَاضِلٍ ـــــ علاوہ بریں ہم ثابت کر آئے کہ ایسے اقوال کا بہ تصریحِ حکایت بیان کرنا بھی حلال نہیں جب تک مقرون بہ ردّ و انکار نہ ہو ـ

وَبَعْدَ اللُّتَیَّا وَ الَّتِیْ ـ اِس قول کی شَنَاعَت وبَشَاعَت میں شک نہیں ـ تَدَبَّرْ تَدْرِ

قول ہفتم

میں اُس کفرِ بَواح کو خوب چمکایا ، اور روئے ریا سے پردۂ حیا اٹھا کر حقِ مبین و قول محققین ٹھہرایا ـ صاف لکھا کہ :-

عدم زمانی حقیقۃً عدم نہیں جس نے کسی وقت میں خلعتِ وجود پایا ، یا پائے گا وہ نہ معدوم تھا ، نہ معدوم ہو ـ بلکہ یہ فقط پردہ و حجاب ہیں ـــــ پہلے نہ تھا ، یعنی پوشیدہ تھا ـ اور اب نہ رہا ، یعنی چھپ گیا ـــــ ورنہ حقیقۃً وہ واقع و نفس الامر میں وجود سے مُنْفَکّ نہیں ـ

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ ـــــ !!

اِس قولِ شنیع پر جو شَناعاتِ شدیدہ لازم ، حدِّ عدّ سے خارج ـ وَلٰکِنْ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ ـــــ **فاقول** وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق :-

اَوّلًا نصوصِ صریحۂ قرآنیہ کا خلاف ـ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا ٥

کیا آدمی یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اُسے بنایا اِس سے پہلے۔ اور وہ کچھ نہ تھا۔

زید مُتَفَلسِف کہتا ہے :۔ تھا کیوں نہیں ؟ البتہ پوشیدہ تھا —— حق جَلَّ وَعَلا فرماتا ہے :۔

وَاَھْلَکَ عَادَا نِ الْاُوْلٰی ٥ وَثَمُوْدَ فَمَآ اَبْقٰی ٥

اللہ نے ہلاک کر دیا اگلی قومِ عاد کو ، اور ثمود کو۔ سو اُن میں کوئی باقی نہ رکھا۔

زید مُتَفَلسِف کہتا ہے :۔ باقی کیسے نہیں ؟۔ واقع ونفسُ الاَمر میں روحیں بدن سے متعلق ہیں۔ ہاں نگاہوں سے چھپ گئے۔

رَب تعالیٰ وتقدس فرماتا ہے :۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ٥ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ٥

جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا تیرے رب کا وجہ کریم عظمت وتکریم والا۔

زید مُتَفَلسِف کہتا ہے :۔ باقی تو سبھی رہیں گے مگر۔ اور پردہ میں ، اور تو ظاہر۔

اسی طرح صدہا آیات واحادیث ہیں جن سے زنہار زید کو جواب ممکن نہیں۔ مگر یہ کہ جہاں جہاں قرآن وحدیث میں خلق وایجاد وابداع وتکوین واقع ہوئے ہیں ، انھیں بمعنیٰ ظہور ، اور اماتت واہلاک وافنا واعدام کو بمعنیٰ تغییب ۔ اور عدم وفنا وموت وہلاک کو بمعنیٰ غَیبوبَت (کہے[1])

اور پُر ظاہر کہ یہ تاویل نہیں ، تبدیل ہے ۔ کہ ہرگز لغت وعرف کچھ اُس کے مُساعد نہیں —— اَشقیائے فلاسفہ قرآن عظیم میں یوں ہی تحریفِ معنوی کرتے ہیں ۔ جنّت کیا ہے ؟ لذّتِ نفسانی —— نار کیا ہے ؟ اَلمِ روحانی ۔ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ ٥ دیکھا ، فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ٥ سے کام نہیں ۔ عِیَاذًا بِاللّٰہِ ،

وہ دن قریب آتا ہے کہ : یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَھَنَّمَ دَعًّا ٥ جہنم میں دھکا دے کر پوچھا جائے گا: اَفَسِحْرٌ ھٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ٥ کیوں بھلا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں ؟ —— اُس وقت اِن تاویلوں کا مزہ آئے گا —— فَانْتَظِرُوْآ اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ٥

اور ایک اِنھیں پر کیا ہے ، دنیا بھر کے بدعتی نصوصِ شرع کے ساتھ یوں ہی کھیلتے ہیں —— خود اصلِ بدعت ومنشأ ضلالت اِسی قسم کی تاویلیں ہیں —— مُعتزلہ کہتے ہیں۔

---

[1] سقط من نسختنا المخطوطۃ ، ولابد منہ او من نحوہ ۱۲ محمد احمد

وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ — تول اُس دن حق ہے — یعنی جانچ ہوگی، میزان کچھ نہیں۔
وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ○ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ ○ کچھ منہ اُس دن ترو تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے۔
یعنی اُس کی رحمت کی امید رکھتے۔ رُؤیتِ الٰہی نہ ہوئے گی — اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْجَھَالَاتِ الکثیفۃ، والضَّلَالَاتِ الْخَسِیْفَۃِ۔

پھر کیا یہ تاویلیں اُن کے کام آئیں اور اُنھیں بدعتی ہونے سے بچالیا؟ — تاھم وزن سے جانچ اور منہ دیکھنے سے امید واری مراد ہونا اتنا بعید نہیں جس قدر بے لگاؤ تحریفیں اِس مُتَفَلسِف کو کرنی پڑیں گی کما لا یخفی — وَاللّٰہُ الْھَادِیْ۔

شفا شریف میں باطنیہ وغیرہم غُلَاۃ کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:۔
زَعَمُوْا اَنَّ ظَوَاھِرَ الشَّرْعِ لَیْسَ مِنْھَا شَیْءٌ عَلٰی مُقْتَضٰی وَمَفْھُوْمِ خِطَابِھَا ۔ وَاِنَّمَا خَاطَبُوْا بِھَا الْخَلْقَ عَلٰی جِھَۃِ الْمَصْلَحَۃِ لَھُمْ اِذْ لَمْ یُمْکِنْھُمُ التَّصْرِیْحُ لِقُصُوْرِ اَفْھَامِھِمْ ۔ فَمُضَمَّنُ مَقَالِھِمْ اِبْطَالُ الشَّرَائِعِ وَتَکْذِیْبُ الرُّسُلِ وَالْاِرْتِیَابُ فِیْمَا اَتَوْا بِہٖ ۔ اھ ملخصا

اہل سنّت کا اجماع ہے کہ نصوص اپنے ظاہر پر حمل کئے جائیں — اور اُن میں پھیر پھار حرام و نابکار — کَمَا صُرِّحَ بِہٖ فِیْ کُتُبِ الْعَقَائِدِ مَتْنًا وَشَرْحًا ۔

ثانیًا — جب وِعائے دہر میں باقی رہنا حقیقۃً وجود ٹھہرا، اور اَعدامِ زمانیہ محض حجاب وخفا، تو لازم آیا کہ حضرت حق جلّ وعلا کسی موجود کو معدوم نہ کر سکے۔ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا قابو نہ رہے — کہ غایت درجہ اُنھیں غائب کر سکتا ہے۔ صفحۂ دہر سے مٹانا کیوں کر ممکن؟ — کہ ہُوئی، اَنْ ہُوئی کبھی نہ ہوگی — وَھٰذَا بَیِّنٌ جِدًّا۔

وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْعَدَمَ الْحَقِیْقِیَّ عَلٰی ھٰذَا ، ھُوَ الْاِرْتِفَاعُ عَنْ صَفْحَۃِ الدَّھْرِ — کَمَا اعْتَرَفَ بِہٖ — وَکُلُّ مَا وُجِدَ اَوْ یُوْجَدُ فَاِنَّہٗ مُرْتَسِمٌ فِیْھَا — وَاِنَّمَا الْمُرْتَفِعُ مَالَمْ یَتَنَاوَلْہُ اسْمُ الْوُجُوْدِ مِنْ اَزَلِ الْاٰزَالِ اِلٰی اَبَدِ الْاٰبُوْدِ — فَمَا دَخَلَ فِی الْکَوْنِ وَلَوْ اٰنًا فَقَدْ تَنَاوَلَہُ اسْمُ الْوُجُوْدِ — لَا یُمْکِنُ اَنْ یَّصِیْرَ التَّنَاوُلُ لَا تَنَاوُلًا ، فَاسْتَحَالَ الْعَدَمُ الْحَقِیْقِیُّ — وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

ثالثًا — جو مسلمان بہ شفاعتِ سیّد الشافعین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یا بہ محض رحمتِ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن جَلَّتْ عَظَمَتُہٗ جہنم سے نکل کر جنت میں جائیں اِس مذہب پر لازم کہ وہ واقع ونفس الامر

میں جہنم میں ہوں، اور اس نکلنے کا صرف یہ حاصل کہ اُن کا دوزخ میں ہونا مخفی ہے۔

یونہیں ابلیس قبلِ انکارِ سجود جنت میں تھا — قال تعالیٰ :-

فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا — اُتر جنت سے کہ تیرے لئے یہ نہ ہوگا کہ تو اُس میں غرور کرے

تو لازم کہ واقع و نفسُ الامر میں وہ جنت میں ہے، اور یہ نکالنا فقط اُس امر کا چھپا ڈالنا۔

اگر کہیے اُن مسلمانوں کو عذاب وعِقاب کی تکلیف تو نہ رہے گی — ہم کہیں گے تمہارے طور پر بے شک رہے گی۔ نہایت یہ کہ چھپے چوری — وَاَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ — اسی طرح شیطان کا الْتِذاذ۔ غرض یہ کہ کسی قدر کوشش کیجئے خَفا وظہور سے بڑھ کر کوئی بات نہ نکلے گی۔ اور کام واقع و نفس الامر سے ہے۔

رابعًا لازم کہ کافر بحالتِ کفر داخل جنت ہو — مثلاً زید کافر تھا اب اسلام لایا تو اس کے کفر پر صرف عدمِ زمانی طاری ہوا جس کا مُحصّل اِختفا سے زیادہ نہیں — وجودِ حقیقی کی نفی نہیں کرسکتا — اور کفر طبیعتِ ناعتیہ ہے کہ اپنے قیام کو طالب موضوع — اور تبدّلِ موضوع بہ اجماعِ عقلا ممنوع، فَاِنَّ الْقَائِمَ بِهٰذَا غَيْرُ الْقَائِمِ بِذَاكَ — تو بالضرور وہ کفر کہ واقع و نفس الامر میں موجود ہے، زید ہی کی ذات سے قائم — اور قیامِ مَبْدَء صدقِ مُشتق کو مُسْتَلْزِم۔ تو حقیقۃً وہ کافر بھی ہے —

اور ہر کافر کہ مسلمان ہو جائے بحکمِ شرع داخل جنت ہوگا۔ تو بالضرورۃ لازم کہ یہ کافر باوصفِ کفر داخل جنت ہو — نہایتِ کار یہ کہ وہ کفر اُس کا، بوجہِ عدمِ زمانی پوشیدہ ہے اور اسلام آشکار۔

خامسًا جب سابق ولاحق اعدامِ زمانیہ سب اِحتجاب وخفا تو لازم کہ عالمِ ایجاد کا ذرہ ذرہ ازلی ابدی ہو — زید کل تک نہ تھا، یعنی پوشیدہ تھا — پرسوں نہ رہے گا یعنی چھپ جائے گا — وجود حقیقی، دائم وسرمدی — اِس سے بڑھ کر کون سا کفر ہوگا؟

تقریرہ ان القِدمَ الذی نخصّہ بالمَلِكِ العزیز جل جلالُہٗ وصفاتِہ العلیٰ لیس بمعنی ان لا یمُرّ زمانٌ الّا وھو فیہ، او لا یخلو عنہ جزءٌ من اجزاء الزمان — فانہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ متعالٍ عن الزمان. لا یمُرّ علیہ زمانٌ کما لا یحیط بہ مکان — فھو مع کلِّ زمان لکن لیس فی الزمان — وکذٰلک صفاتہٗ جلت اسماءہٗ — الا تری ان الفلاسفۃ قالوا بقِدم العقول. فاکفرناھم، مع انھم لا یعتقدون قِدمھا بالمعنی المذکور لانھا ایضًا

علہ یونہیں لازم کہ مسلمان باوصفِ اسلام مُخلّد فی النار ہو، کما فی الارتداد — والعیاذ باللّٰہ — والبیانُ البیان۔ ۱۲ منہ

لیست عندھم من الزمانیات ــ فإذنْ لانعنی به اِلَّا اَنَّ الشیٔ لابِدایة لوجودہ کما نقصِد بالاَبدیة اَنْ لانھایةَ لخلودِہ ــ وھٰذا ظاھر جلیّ، وقد صرّح به ائمّة الکلام کالامامِ الرازیِّ وغیرِہ۔

وَاذا کان الامرکما وصفنالكَ، والاَعدامُ الزمانیّةُ لاتَزیدُ عندكَ علیٰ غیبةٍ وخفاءٍ فاِذنْ مانظنّہٗ اَنَّ الحدوثَ واَنَّ الفناء لیسا بھما، ولا بھما بدایةُ الوجود ونھایتُه ۔ وَ انّما ھما انّا بِدایةِ الظھور، وَانتھائِه ــ امّا الوجود الواقعیُّ فلا اول له ولا اٰخر، اذلیس فی الدھر علی القولِ به امکانٌ یسعُ " یکون وقدکان " ــ فما خلَتْ عنه الصفحةُ لایَرتسِم فیھا ابدا، ومَا ارتَسَمَ فیھا مرةً لا یَنمحِقُ عنھا اصلا ۔

فلابد اَنّ کلَّ موجودٍ کان مُستقِرًّا فیھا من الازل، ویَبقیٰ مُستمِرًّا الی الابد ــ فثبت اَنْ لابدایةَ لوجود العالَم ولا نھایَة ــ وہذا ما اَردنا الالزامَ بہٖ [1] ۔

یقولُ العَبدُ الضَّعیف، لطُف به المولیٰ اللطیف :- اِنالو اَوسَعْنا المقال، فی اِبطالِ ھذا المُحال، فعندنا بحمد اللہ تعالیٰ شوارقُ بوارق تبھرُ العشاء ٭ وسحائبُ قواضب تُمطِرُ الدِّماءَ ــ ولئن تضرعنا الی القریب المجید ٭ لرجونا المزید ٭ ونلنا البعید ٭ ولکن فیما ذکرنا کفایة ٭ لاَھلِ الدرایة ٭ والحمد للہ علیٰ حُسن الھدایة ٭

اَے مسکین! البتہ یہ شان ہمارے نزدیک علمِ باری عَزَّ مَجدُہٗ کی ہے کہ ازلًا و ابدًا تمام کوائن ماضیہ وآتیہ کو محیط، اور زمانہ سے مُنَزَّہ ــ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ عالم جب تک نہ بنا تھا، ذرہ ذرہ اس کے علم میں تھا ــ اب کہ بنا، اب بھی یہ دستور ہے ــ جب فانیات پر وعدۂ الٰہیہ آئے گا، اُس وقت بھی ہر چیز اُس کے علم میں ہوگی ــ عالم بدلتا ہے، اور اُس عَالِم کا علم نہیں بدلتا ــ شَے پر تین حال گزرے ۔ عدم، حدوث، فَنا ۔ وہ اُسے اِن تینوں حالوں پر تفصیلًا ازل سے جانتا ہے، اور ابد تک جانے گا ــ معلوم میں تغیّر آیا، اور علم میں اصلًا تغیر نہ ہوا ــ البتہ صرف ہماری زبان میں ۔ کہ دائرۂ زمان سے قدم باہر نہیں رکھ سکتی ۔ اُس علم سے تعبیریں متعدد ہوگئیں، یعنی: یُوجَدُ، موجود، کان وُجِدَ ــ

---

[1] ہو اللجاج لانھم قلیلا ما یبھتون ۱۲ منہ

غرض یہی ہے وہ نحوِ وجود جس میں تبدُّل کو راہ نہیں ۔ اب چاہے اِسے تم اپنی اصطلاح میں "وِعائے دہر" کہو یا "حاقِ واقع" یا کچھ اور ـــــ مگر حاشا کہ یہ اشیا کا وجود حقیقی ذاتی نہیں، نہ اِس میں حصول سے شَی کونی نفسہ موجود کہیں ۔ ورنہ وہی اِستحالے لازم آئیں ۔

زمانیات کا وجود و عدم حقیقۃً یہی ہے جسے زید ظہور و خفا کہتا ہے ـــــ کافر مسلمان ہوا، قطعاً اُس کا کفر نفسُ الامر میں مُنعدِم ہوگیا کہ وہ زنہار اب اُس کی ذات سے قائم نہیں، اور اس کا کون فی نفسہ نہیں مگر کَونٌ فی الموضوع ـــــ مسلمان دوزخ سے نکلا ۔ یقیناً وہ حالت معدوم ہوگئی کہ یہ بھی عرض ہے اور بعد زوال باطل و مرفوع ـــــ وَعَلٰی ھٰذَا القِیَاس ۔

یا ھٰذا ! ۔ اگر صرف وجود علمی، وجودِ واقعی ہو تو ممتنعات کے سوا کوئی معدوم نہ رہے کہ علم میں تحجّر نہیں ۔ موجود و معدوم سب سے متعلق ہوتا ہے ـــــ مَعَ ھٰذا ہر عاقل جانتا ہے کہ علمِ عالِم میں وجودِ شَی سے شَی کو موجود نہیں کہہ سکتے ـــــ طوفانِ نوح مفقود ہے اور ہمارے علم میں موجود ۔ قیامت ہنوز معدوم ہے اور ہمارے ذہن کو معلوم ـــــ ولن یُّقاسَ العلمُ بالواقع ۔ فاینَ الحکایۃُ مِنَ المحکی عنہ

اَے نادان ! یہ دقتیں جو تجھے پیش آئیں اِس سَفاہت کا ثمرہ تھیں کہ اُس وِعائے مُخترَع کا نفسُ الامر نام رکھ کر، اُس میں بَقا و استمرار کو حقیقۃً وجودِ اَشیا مانا، اور اَعدامِ سابقہ و لاحقہ زمانیہ کو محض اِحتِجَاب و خفا جانا ع فَلَیتَ النَّملَ لَم تَطِر ٭

اور اُس پر طُرّہ یہ ہے کہ وِعائے دَہر کو ظرفِ حقیقی جُداگانہ ٹھہرایا ۔ اور زمانیات کا وجودِ دہری، وجودِ زمانی سے علیحدہ بتایا، یہاں تک کہ تمام اَجزائے زمان سے اِنعِدام پر بھی بقا باقی رکھی ـــــ اور اِس تقریر پر مَنہجِ عقلی سے بھی، جو استحالات قائم ہیں مُشتَغِلانِ فلسفہ و کلام و مُعتادانِ جِدال و خِصام پر مُختفی نہیں ـــــ مگر ہم اُن میں اِطالت سے اِضاعتِ اوقات نہ کریں گے کہ شانِ فتویٰ واجبُ الاَعظام نہ یہ جھلش ہمارا کام ۔ وَمِن حُسنِ اِسلامِ المَرءِ ترکُہٗ مَا لا یَعنِیہ ۔

تنبیہ :۔ قد عَلِمنا اَنَّ الکلامَ ھٰھنا سَیَنجَرُّ الی مسئلۃٍ عَوِیصۃٍ فی العلم ۔ ولکنّھا انما نُغاصُ علی الَّذِینَ جَعلُوا قلوبَھم وِداءَ ظنونِھم، اَوِ اعتادوا الجدال ٭ وقیلَ وقال ٭ وکثرۃَ السؤال ٭ ورکضَ البِغال[1] ٭ فی مَضیقِ المجال ٭ ـــــ اَمّا اَھلُ السُّنّۃِ فھُم بحمدِ اللّٰہِ

---

[1] خصہا بالذکر لانہ الا تصلح لکر و لافر ۱۲ منہ (قدس سرہ)

اٰمِنُوْنَ فرحون ٭ بِفضلِ اللہِ مُسْتَبْشِرُوْنَ ، لا یَصْعُبُ علیھم شیٔ مِنْ مَسَائلِ الذات ٭ وَدَقائقِ الصِّفاتِ ٭ ۔ کَیْفَ وَاَنھم اَصَّلُوْا اَصلاً فی اُصُولِ الدِّین ٭ فھُوَوِرْدُھُمْ وھوصَدرُھم فی کُلِّ حِیْنٍ ٭

وذٰلکَ اَنَّ مَا اَثْبَتَہ الشرع فسمعًا وطاعۃ ، ومارَدَّہ فاِلَیْکَ عَنَّا ، ومالم یُخْبِرْفعِلمُہ الی اللہ ۔ وھم لایجزونَ التقوّل علی اللہِ سُبحٰنَہ وتعالیٰ من دُوْنِ ثَبْتٍ اَوْاَثارَۃٍ من علم ۔ سُبْحٰنَکَ لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ٥

وَاَخرج الطَّبَرانی فی الاوسط ، وابنُ عدیٍّ ، والبیھقیّ وغیرھم عن ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وَسلّمَ ۔

تَفَکَّرُوا فِی اٰلاءِ اللہِ ، وَلا تفکَّرُوا فِی اللہِ

واخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس عن النبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وَسلم ؛

تَفَکَّرُوا فی خلقِ اللہ ، ولا تفکَّروا فی کلِّ شیٔ ، ولا تفکَّرُوا فی ذاتِ اللہ ، فَاِنَّ بَیْنَ السَّمَاءِ السابعۃِ اِلیٰ کُرسِیّہ سَبعۃَ اٰلافِ نُورٍ ، وَھُوفوقَ ذٰلکَ ۔

وَاخرجَ ایضًا عن ابی ذرٍّ عن النبیّ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلفظِ الحِلیۃ وزاد "فَتَھلِکُوا" ۔ نسالُ اللہَ العفوَوالعافیۃَ ۔

قول ہشتم کی شناعت اقوالِ سبعہ سابقہ کے حکم سے خود ہی روشن ہوگئی ۔

ع قیاس کن زگلستانِ اُو بہارش را

یہ کفریات تھے ۔ جن پراس قدر ناز ہے ۔ یہ گمراہیاں تھیں ۔ جن کا اتنا وقار واعزاز ہے ۔ اور ہر مسلمان پر واضح کہ ایسی چیز کی مدح وستائش کس اعلیٰ درجۂ خیانت پر ہوگی ۔

وَاِنْ بَغَیْتَ التَّفْصِیْلَ **فاقول** وعَلَی اللہِ التَّعوِیل :۔ **اولاً** وہ اِس کتاب کو تدقیقِ فصیح وتحقیقِ صریح واِکتناہِ حقائق کہتا ہے ۔ اور یہ الفاظ تصیحِ مضامینِ کتاب میں نصِّ صریح ۔ اور معلوم کہ وہ مذاہبِ مُکفِرَہ فلاسفہ سے مشحون ۔ اور عُلما فرماتے ہیں :۔ جو مذاہبِ کفّار سے کسی مذہب

لہ کذا فی نسختنا المخطوطۃ (لایجودن) یصح معناہ ایضًا ۔ لکن یخالج صدری انہ لایجزون وسقطت الیاء من قلم الناسخ ۔ فان الاخطاء وقعت منہ کثیرًا وصوبنا بالصعوبات یطول ذکرہا ۱۲ محمد احمد المصباحی ۔

کی تصحیح کرے خود کافر ___ اگرچہ مذہب اسلام کا مُعتقد و مُقر، اور علی الاعلان اُس کا مُظہر ہو۔

شفا شریف میں ہے :۔ یکفر مَن لّم یُکفّر من دان بغیر ملّۃ الاسلام، او وقف فیھم اوشک، او صحح مذہبھم ۔ وان اظھر الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ ___ فھو کافر باظہارہ ما اظہر من خلاف ذلک۔

اسی طرح امام اجل ابوزکریا نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روضہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا۔

بلکہ فرماتے ہیں :۔ جو کافروں کے کسی امر کی تحسین کرے بالاتفاق کافر ___ علامہ سید احمد حموی غمز العیون میں فرماتے ہیں :۔

اتفق مشایخنا ان من رای امر الکفار حسنا فقد کفر ___ حتی قالوا فی رجل قال "ترک الکلام عند اکل الطعام حسن" من المجوس، او ترک المضاجعۃ عندھم حال الحیض حسن"، فھو کافر۔ اھ ومثلہ فی البحر الرائق وغیرہ

اعلام میں ہمارے علما سے، کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول :۔

او صدق کلام اھل الاھواء او قال عندی کلامھم کلام معنوی او معناہ صحیح او حسّن رسوم الکفار۔ اھ

وحمل العلامۃ ابن حجر اہل الاھواء علی الذین نکفرھم ببدعتھم۔ **قلت** وھو کما افاد۔ ولا یستقیم التخریج علی قول من اطلق الاکفار بکل بدعۃ ___ فان الکلام فی الکفر المتفق علیہ ___ فلیتنبہ

ثانیًا ۔ ابوبکر بن ابی الدنیا کتاب ذم الغیبۃ اور ابویعلیٰ اپنی مسند اور بیہقی شعب الایمان میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ___ اور ابن عدی کامل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ___ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش

جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش ہل جاتا ہے۔

علما فرماتے ہیں :۔ وجہ اِس کی یہ ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ نے اُس سے بچنے اور اُسے دور کرنے کا حکم فرمایا ___ افادہ المناوی ۔ خلاصہ یہ کہ وہ شرعًا مستحق اہانت ہے اور مدح میں تعظیم ___ وھنالک فلیتقطع قلوب المتھورین کہ جب فاسق کی مدح بوجہ اشتمال معاصی اِس

درجہ سخت ٹھہری تو وہ کتاب جو صریح کفریات کو متضمن ہو اُس کی مدح کس قدر غضبِ الٰہی کی سزاوار اور عرشِ رحمٰن کی ہلانے والی ہوگی ـــــ اوّل تو وہاں گناہ، یہاں کفر ـــ دوسرے وہاں اِتّصاف، یہاں تضمّن ـ یعنی گناہ فاسقوں کے جزوِ بدن یا داخلِ روح نہیں ہوتے، اور یہ کفریات تو اِس کتاب کے اَجزا اور اُس کے مضمون و مفہوم و قرارت و کتابت سب میں داخل ہیں ـــ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ـ

ثالثًا ـ ہم پوچھتے ہیں: زیدان کفریات کو کفر جانتا ہے یا نہیں؟ ـ اگر کہے نہ ـ تو خود اپنے کفر[1] کا مُقِر ـــ اور کہے ہاں ـ تو اِس تالیف و تحریر، اور اُس کی طبع و تشہیر کو بوجہِ اِشتمالِ کفریات و اِشاعتِ ضلالات، لااَقل حرامِ قطعی مانتا ہے یا نہیں؟ ـ اگر کہے نہ ـ تو وہ ایسے اَشَدُّ الکبائر کا مُستحِل ہوا ـ اور اِستحلالِ کبیرہ کفر ـــ اور کہے ہاں ـ تو اُس نے ایسے حرام شدیدُ التحریم کی مدح و تکریم کی ـ اب اُس پر وہ مسائلِ فقہ وارد ہوں گے کہ حرامِ قطعی کی تعریف و تحسین کفرِ مُبین ـــ وَالعِیَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـ

امام عبد الرشید بخاری تلمیذ امام علامہ ظہیری، و امام فقیہ النفس قاضی رحمہم اللہ تعالیٰ خلاصۃ الفتاویٰ میں فرماتے ہیں:ـ

مَنْ قَالَ اَحْسَنْتَ، لِمَاهُوَقَبِیْحٌ شَرْعًا، اَوْجَوَّدْتَ کَفَرَ

طریقۂ محمدیہ میں ہے :ـ کُلُّ تَحْسِیْنٍ لِلْقَبِیْحِ الْقَطْعِیِّ کُفْرٌ

اُسی میں امام ظہیر الدین مرغینانی سے مروی :ـ

مَنْ قَالَ لِمُقْرِیْ زَمَانِنَا "اَحْسَنْتَ"، عِنْدَ قِرَاءَتِہٖ یَکْفُرُ ـ

محیط میں ہے :ـ

اِذَاشَرَعَ فِی الْفَسَادِ وَقَالَ لِاَصْحَابِہٖ "بیائید تا یکے خوش بزییم" کَفَرَ

اور اِس اصل کی فروع، کلماتِ علما میں بیش از بیش ہیں ـ نَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَافِیَةَ

رابعًا ـ اِطرا و اِغراق کا طوفانِ مُغرِق، فورانِ مُوبِق تماشے کے لائق، کہ ـ یہ کتاب فرشتہ اثر، بلکہ فرشتہ گر ہے ـ

---

[1] کما مرآنفا من الشفاء ۱۲ منہ

سُبحٰنَ اللہ! کفریات وضلالات وخرافات وبطالات کا مجموعہ۔ اور یہ بڑا دعویٰ کہ آدمی کو فرشتہ[1] بنادیتی ہے ـــــ عُلما فرماتے ہیں:۔ ملٰئکہ سے تشبیہ دینا نہ چاہئے، اور اُس پر اِصرار، مُورِثِ اِکفار ـــ والعیاذُ باللہِ تعالیٰ

شِفاونسیم میں ہے:۔

مَن یُمَثِّلُ بَعضَ الاَشیاءِ بِبَعضِ مَا عَظَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ مِنْ مَلکوتِہٖ (من الملٰئکۃ و العرش ونحوہ) غَیرَ قَاصِدٍ لِلاِستخفَافِ فَاِنْ تَکَرَّرَ ھٰذا مِنْہُ وَعُرِفَ بِہٖ دَلَّ عَلٰی تلاعُبِہٖ بِدِینِہٖ۔ وَھٰذا کُفرٌ لَا مِرْیَۃَ فِیْہِ ـــ اھ ملخصًا

سُبْحٰنَ اللّٰہِ! پھر ایسے مجموعہ جنّیں وچناں کو فرشتہ اثر کہنا کس درجہ سخت ہوگا ـــ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:۔

رَجُلٌ قَالَ لِاٰخر "من فرشتہ توام" فِی مَوضعِ کَذَا اُعِینُکَ عَلٰی اَمرِکَ" فَقَدْ قِیلَ اِنَّہٗ لَا یَکفُرُ وکَذَا اِذَا قَالَ مُطلقًا انا مَلَکٌ۔ بخلاف ما اذا قال "انا نَبیٌّ" کذا فی التاتارخانیہ۔

محلِ غور ہے کہ فرشتہ بننا، ایسی ہی خطرناک بات تھی جب تو بابِ مُکَفِّرات سے اُسے مُناسبت، اور علما کو اِظہارِ حکم کی حاجت ہوئی ـــ وہ بھی ایسے لفظ سے جو غالبًا مُشعِرِ ضُعف یا اختلاف ـــ تو فرشتہ گر بننا کس قدر اَشدّ واعظم ہوگا؟

نَسْأَلُ اللّٰہَ العَافِیَۃَ ÷ وَتمامَ العَافِیَۃ ÷ وَدَوامَ العَافِیَۃ ÷ وَالشُّکرَ عَلَی العافیۃ ÷ وحُسنَ العَاقِبَۃ ÷ وکمالَ الایمان ÷ وَاللّٰہُ المُستَعان ÷ وَعَلیہِ التُّکلان

اب نہ باقی رہا مگر نام کتاب

جس کے حکم سے، بعض مُخلِصِ اَعِزّہ کَانَ حِفظُ اللّٰہِ لَہٗ نَصِیرًا حَسنًا نے اس مسئلہ کے وُرُودُ سے بیش تر سوال کیا تھا

---

[1] یادرہے! اگر وہ قول مرجوح دمہجور اختیار کیا گیا ہوگا کہ ابلیس بھی ایک صِنفِ مَلَکی سے ہے! اس بنا پر شیطان گر کی جگہ "فرشتہ گر" کا اِطلاق کیا ـــ یا منطقِ جدید تو ہے ہی ـــ نئی بولی میں شاید شیطان کو فرشتہ کہتے ہوں گے۔ ۱۲ سلطان احمد عفاعنہ وسلمہ ربہ

فاقول . وَبِعَونِ اللہِ اَجُول ـــ اُس میں بہ اعتبارِ اختلاف اضافت وتوصیفِ لفظِ ناطق" احتمالات عدیدہ پیدا ـــ مگر کوئی، مَحْذُورِ شرعی سے خالی نہیں ۔

برتقدیر اضافت ـــ عام ازاں کہ نام میں تام ہو یا مَن ـــ ظاہر ومتبادر" ناطقِ اَلنَّالَۃُ الحَدِید" سے جنابِ الٰہی ہے ۔ تعالیٰ وَتقدّس ۔ کہ اُس کا صریح ترجمہ" اَلنَّالَۃُ الحَدِید کہنے والے کا منطقِ جدید ۔ یا ۔ اُس کی طرف سے منطق جدید" اور نیز ظاہر کہ اِس کلام کا فرمانے والا کون ہے ؟ ۔ ہمارا مولیٰ ، تبارکَ وتعالیٰ ۔

اِس تقدیر پر متعدد شناعاتِ شدیدہ لازم ـــ **اَوّلاً** ۔ مضامینِ کتاب کو حضرتِ عزت تبارکَ مَجْدُہٗ کی طرف نسبت کرنا ، کہ جنابِ الٰہی جَلَّ ذِکْرُہٗ پر کھلا افترا ۔

حق عَزَّ مِن قائل فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللہِ	بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں
الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝	مراد کو نہ پہونچیں گے ۔
اور فرماتا ہے :۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ	اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر
افْتَرٰی عَلَی اللہِ کَذِبًا ۝	بہتان اٹھائے ۔

یہاں تک کہ جمہور علما ایسے شخص کو مطلقاً کافر کہتے ہیں ـــ شرحِ فقہِ اکبر میں ہے :۔

فی الفتاوی الصُّغریٰ مَن قالَ " یَعلَمُ اللہُ اَنِّی فَعلتُ ھٰذا ، وکَانَ لَم یَفعَلُ کفَر ۔ اَی لِاَنَّہٗ کَذَبَ عَلَی اللہِ ۔

محیط میں ہے :۔ لَن قِیلَ لَہٗ یا اَحمقُ فقالَ خَلَقَنِی اللہُ مِن سَوِیقِ التفّاح ، وَ خَلَقَکَ مِنَ الطِّینِ اَو مِنَ الحمأَۃِ وَھی لَیسَتْ کالسَّوِیق ، کَفَر ۔

فاضل علی قاری نے فرمایا :۔ اَیْ لِافترائہٖ علی اللہ تعالیٰ ۔ مع احتمالِ اَنَّہٗ لایکفر بناءً علی اَنَّہٗ کَذَبَ فی دَعواہ ۔

درِ مختار میں ۔ ہے :۔

ھل یَکفُرُ بِقَولِہٖ" اللہُ یَعلَمُ اَو یَعلَمُ اللہُ اَنَّہٗ فَعَلَ کذا ، اَو لَم یفعل کذا کذبا ؟ قالَ الزاھدی ۔ الاکثرُ نعم ۔ وَ قالَ الشُّمُنِّی ۔ الاَصَحُّ لا ۔

ردُّالمحتار میں ہے :۔ وَنُقِلَ فِی نُورِ العَینِ عَنِ الفَتَاوی تصحیحُ الاوّل ـــ

ثانیًا - یہود و نصاریٰ سے کامل مُشابہت ــــ قَالَ تعالیٰ :-

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْہِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْہِمْ وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ۝

سو خرابی ہے اُن کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اُس کے بدلے تھوڑی قیمت لیں۔ سو خرابی ہے انھیں اُن کے ہاتھوں کے لکھے سے، اور خرابی ہے انھیں اس چیز سے جو کماتے ہیں۔

نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ ۔ جو کسی قوم سے مُشابہت پیدا کرے وہ اُنھیں میں ہے

اَخرجہُ احمدُ و ابوداؤدَ و ابویَعلیٰ و الطَّبَرانیُّ فی الکبیرِ عنِ ابنِ عُمَرَ باِسْنادٍ حَسَنٍ ــ وعَلَّقَہٗ خ ــ واَخرجہُ الطبرانی فی الاوسط بسندٍ حسنٍ عَنْ حُذَیفۃَ رَضی اللہ تعالیٰ عنہُم -

ثالثًا - علما نفسِ منطق کے لئے فرماتے ہیں :- جو اُسے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم بتائے کافر ہے کہ اس نے علمِ اقدس حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر کی ــــ حدیقہ ندیہ میں ہے :-

الصَّحابۃ رَضیَ اللہ تعالیٰ عَنہُم لَمْ یکونوا لِیُشغِلُوا اَنفُسَھُم بِھٰذا الفشارِ الّذِی اختَرعَہ الحُکَماءُ الفلاسفۃ ــ بَلْ مَنِ اعتَقَدَ فی النّبیِ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَسلم اَنّہٗ کانَ یُعلِّمُ الشقاشِقَ وَالھذَیاناتِ المَنطِقیّۃَ فَھُوَ کَافِرٌ، لِتَحْقِیرِہٖ عِلْمَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ -

سُبحٰن اللہ! پھر یہ منطق مُزخرف کہ صدہا وساوِسِ اَبالِسہ و دَسائسِ فلاسفہ پر مُشتمل، اِسے اللہ جلّ جلالہٗ کی طرف سے ٹھہرانا کیونکر جنابِ الٰہی کی تحقیر و اہانت نہ ہوگی؟ - والعِیاذُ باللہ تعالیٰ -

رابعًا - حضرتِ حق جَلّ وَعَلا کو "ناطق" کہنا جائز نہیں - کہ یہ لفظ شرع سے ثابت نہ ہوا - اَسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں - یہاں تک کہ اللہ جلّ جلالہٗ کا جَوّاد ہونا اپنا ایمان مگر اُسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شرع میں وارد نہیں -

والمسئلۃُ شہیر، وفی الکتب سَطیر - وقد یمثل بجواز الشافی دونَ الطبیب لِعدَمِ الورُوْد **اقول** وَلٰکن قَد وَرَدَ فی الحدیث: اَللّٰہُ الطَّبیبُ، وَاَنْتَ الرَّفیقُ ــ وَعَن ابی بکر الصدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ :- اَلطَّبِیْبُ اَمرَضَنِیْ۔ فَلْیَحْرَرْ - واللہُ تعالیٰ اَعْلَم -

خامسًا ۔ اِس کے اِطلاق میں اِیہامِ نَقص بھی ہے ۔ کہ نُطق کلام باحروف وآواز کو کہتے ہیں ۔ قاموس میں ہے :۔ نَطَقَ یَنْطِقُ نُطْقًا، تَکَلَّمَ بِصَوْتٍ وَحُرُوْفٍ تُعْرَفُ بِهَا الْمَعَانِیْ ۔

فائدہ :۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ عدمِ وُرُوْد سے قطعِ نظر کر کے اِطلاق "نطق" باری عزوجل پر لُغۃً بھی غلط ۔ بخلاف کلام وقول کہ ان میں حرف وصوت شرط نہیں ۔ امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث سقیفہ میں فرماتے ہیں :۔ زَوَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَقَالَۃً ۔ اخطل کا شعر ہے ؎

اِنَّ الْکَلَامَ لَفِی الْفُؤَادِ وَاِنَّمَا ⁂ جُعِلَ اللِّسَانُ عَلَی الْفُؤَادِ دَلِیْلًا

ولہٰذا نَطَقْتُ فِیْ نَفْسِیْ نہیں کہہ سکتے ۔ حقیقۃً نُطق اِس بولی کا نام ہے ۔ جیسے صَہِیل و نَہِیق آوازِ مخصوصِ اَسپ وخر کا ۔ اِسی لئے سُفَہائے فَلسفہ نے انسان کی تعریف حیوانِ ناطق سے کی ۔ جس طرح فرس وحمار کی ، حیوانِ صاہِل وناہِق سے ۔ پھر اُسے حدِّ تام بنانے کے لئے متاخّرین نے نُطق کے معنی "اِدراکِ کلیات" گڑھے ، مگر صَہِیل ونَہِیق میں کوئی تراش نہ کر سکے ۔ ذٰلِکَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ ، اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ۝

خیر بر تقدیرِ اضافت اِس نام کے معنی مُتبادِر تو یہ تھے ۔

وَجہِ دوم ۔ اگر مصنّف کتاب بتاویلِ دُور از کار ، اِضافت بہ ادنیٰ مُلابَست مان کر ، اِس لفظ سے اپنی ذات ، مراد بتائے ۔ تو اَلبتّہ نسبت صحیح اور محذوراتِ مذکورہ مندفع ۔ مگر :۔

اوّلاً ۔ بے داعیِ شرعی ، روزمرّہ بامی ہیں ، خلافِ متبادِر مراد لینے کو علما آفاتِ لسان سے شمار کرتے ہیں ۔ طریقہ وحدیقہ میں ہے :۔

اَلْخَامِسُ مِنْ اٰفَاتِ اللِّسَانِ اِرَادَۃُ غَیْرِ الظَّاهِرِ الْمُتَبَادِرِ مِنَ الْکَلَامِ (الذی یفهمہ کُلُّ اَحَدٍ) وَهُوَ جَائِزٌ عِنْدَ الْحَاجَۃِ اِلَیْهِ (کالکذبِ علی الزوجۃ، وبین الاثنین وَفی الحرب وَمَا اُلحق بذلک) وَیُکْرَہُ (کراهۃ تحریم) بِدُوْنِهَا ۔ اھ مُلخّصًا ۔

نہ کہ ایسی جگہ جس کا ظاہر وہ کچھ مجمعِ آفات ہو ۔

ثانیًا ۔ مجرّدِ اِیہام ، منع میں کافی ۔ رَدُّ المحتار میں ہے :۔

مُجَرَّدُ اِیْهَامِ الْمَعْنَی الْمُحَالِ کَافٍ فِی الْمَنْعِ عَنِ التَّلَفُّظِ بِهٰذَا الْکَلَامِ وَاِنِ احْتَمَلَ مَعْنًی صَحِیْحًا ۔ وَلِذَا اَعَلَّ الْمَشَایِخُ بِقَوْلِهِمْ لِاَنَّهٗ یُوْهِمُ ۔ الخ ۔ وَنَظِیْرُہٗ مَاقَالُوْا فِیْ اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، فَاِنَّهُمْ کَرِهُوْا ذٰلِکَ وَاِنْ قَصَدَ

اَلتَّبَرُّکَ دُوْنَ التَّعْلِیْقِ، لِمَا فِیْهِ مِنَ الْاِیْہَامِ، کَمَا قَرَّرَہُ الْعَلَّامَۃُ التَّفْتَازَانِیُّ فِیْ شَرْحِ الْعَقَائِدِ، وَابْنُ الْھُمَامِ فِی الْمُسَایَرَۃِ۔

نہ کہ معنیٔ ممنوع متبادر ہوں۔

ثالثًا ۔ ہنوز نجات نہیں ـــ اب وہ مُلَابَسَت پوچھی جائے گی کہ حق جَلَّ جلالہٗ کے اِس کلامِ پاک سے ۔ جس میں وہ اپنے ایک نبیِّ جلیل کو اپنی قدرتِ کاملہ سے، ایک مُعْجِزَۂ عظیمہ عطا فرمانا، اِرشاد کرتا ہے ۔ تجھے کیا مناسبت و ملابست ہے، جس کے سبب یہ اضافت روا ہوئی ؟

اگر کہے کہ میں نے مضامینِ مُغْلَقہ کو "حدید"، اور اُن کی توضیح کو "اِلَانت" سے تشبیہ دے کر ایسا کہا تو ـــ سخت مَغرور ۔ اور مقامِ رفیع و منصبِ مَنیع نبوت پر جَری و جَسُور ۔

سبحٰن اللہ! کہاں اَنبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اِعجاز اور کہاں یہ ناپاک مضامینِ مجمعِ ہرگونہ اَنجاس و اَرجاز ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ع وَاَیْنَ الثُّرَیَّا وَاَیْنَ الثَّرٰی ؎

ع وَمَا التَّنَاسُبُ بَیْنَ الْبَوْلِ وَالْعَسَلِ ؎

مَلَک سے تشبیہ کا حکم اوپر گزرا ـــ پھر انبیا علیہم الصّلوٰۃ والثّنا تو اُن سے افضل ہیں ـــ

ائمۂ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسا شخص توقیرِ نبوّت و تعظیمِ رسالت سے برکراں، اور مستحقِ زجر و نکیر و ضرب و تعزیر و قیدِ گراں ہے ـــ اور فرماتے ہیں :۔ یہ احمق ایسی باتوں کو سَہل سمجھتے ہیں مگر وہ بوجہ گناہِ کبیرہ ہونے کے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک شدید ہیں اگرچہ قائل کو اہانتِ نبی منظور نہ ہو۔

شفائے عیاض و نسیم الریاض میں ہے :۔

الوجہُ الخامسُ اَنْ لَّا یَقْصِدَ نقصًا وَّلا یَذْکُرَ عَیْبًا وَّلا سَبًّا وَّلٰکِنَّہٗ یَنْزِعُ بِذِکْرِ بعضِ اَوْصَافِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عَلٰی طَرِیْقِ التَّشَبُّہِ بِہٖ اَوْ عَلٰی سَبِیْلِ التَّمْثِیْلِ وَعَدَمِ التَّوْقِیْرِ لِنَبِیِّہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (التشبیہ نفسہ بہٖ ۔ وَاَیْنَ الثُّرَیَّا وَاَیْنَ الثَّرٰی) یحسبُوْنَہٗ ھَیِّنًا وَّھُوَ عِنْدَ اللہِ عَظِیْمٌ (لانہ مِنَ الکبائر) فَاِنَّ ھٰذِہٖ وَاِنْ لَّمْ تَتَضَمَّنْ سَبًّا، وَلَا اَضَافَتْ اِلَی الْمَلٰئِکَۃِ وَالْاَنْبِیَاءِ نقصًا، وَلَا قَصَدَ قَائِلُھَا اِزْرَاءً وَّلَا غَضًّا، فَمَا وَقَّرَ النُّبُوَّۃَ وَلَا عَظَّمَ الرِّسَالَۃَ، حَتّٰی شَبَّہَ مَنْ شَبَّہَ فِیْ کَرَامَۃٍ نَالَھَا اَوْ ضَرَبَ مَثَلًا بِمَنْ عَظَّمَ اللہُ خَطَرَہٗ، وَشَرَّفَ قَدْرَہٗ، وَاَلْزَمَ تَوْقِیْرَہٗ وَبِرَّہٗ ۔ فَحَقُّ ھٰذَا (القائل) اِنْ دُرِئَ عَنْہُ الْقَتْلُ:

الادبُ (بضربٍ اولومٍ او زجرٍ) والسجنُ ۔ ولم یزلِ المتقدِّمون (من السّلف و کبارِ الائمّة) ینکرون مثلَ ھٰذا ممّن جاءَ بہ (فلیحذر من ارتکاب ہذہٖ القبائح الشدیدۃ الوزر ، العظیمۃ الاثم ۔ فانّہا ربّما جرّت الی الکفر ۔ نعوذ باللہ من ذٰلک) وقد انکر الرّشید علی ابی نُواس فی قولہٖ ؎ فانّ عصا موسیٰ بکفِّ خصیب ۷ (خصیبٌ عبدُ الرشید ولّاہُ مصر ، استعار عصا موسیٰ لسیاسۃ حالہم و قطع ظلمہم ۔ ففیہ استعارۃٌ وتشبیہٌ بدیعٌ ۔ لکن فیہ سوءُ ادب لما فیہ من جعل العصا التی ہی معجزۃٌ لرسولٍ بکفِّ عبدٍ من عبید الخلفاء ، وجعل ذٰلک العبد کرسولٍ من اولی العزم) وقال لہٗ (ای الرشید لابی نواس) یا ابن اللّخناء (ہذا ممّا تشتم بہ العرب ، واللّخناء امۃٌ من اللخن ، وہو النتن فاستعیر للفاحشۃ اوللمراۃ التی لم تختن ۔ ای یا دنی الاصل و لئیم الام) اتستھزئ بعصا موسیٰ (وہی معجزۃُ نبیٍّ عظیم) وامر باخراجہٖ من عسکرہٖ من لیلتہ ۔ اھ ملتقطا

بالجملۃ کون مسلمان گوارا کرے گا کہ وہ آیت جس میں ایک نبی کریم کی مدح بیان فرمائی ہو ، تشبیہ و تمثیل کے زور لگا کر اپنے اوپر ڈھال لائے ، اور سلطانِ عظیم القدر جلیل الشّان کا تاج لے کر ایک چمار کو پہنائے ــــ نسأل اللہ العافیۃ ۔

وجہِ سوم ۔ یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ اِس ناطق سے بر تقدیر لام ، اور لوگ مثلاً طلبۂ منطق و ناظرینِ کتاب مراد لینا بھی نجات نہ دے گا ــ کہ یہ تشبیہ جیسے اپنے نفس کے لئے ناجائز ، یوہیں اُن کے لئے ــــ کما لا یخفی ۔

وجہ چہارم ۔ ہاں اگر یوں جان بچایا چاہے کہ میں نے ناطق الثالہ الحدید سے خود جناب سیّدنا داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مراد لیا ہے ۔ تو بے شک اِس صورت میں یہ اِضافت نہایت حُسن دیجا ــــ مگر اب وہ آفتیں رجعتِ قہقری کریں گی ۔ کہ نبی اللہ پر تہمت رکھی اور اُس کے علم عزیز کی تحقیر کی ــــ کما یظہر ممّا قرّرنا آنفا ــــ اگر تہمت سے یوں بچے کہ حقیقتِ نسبت مقصود نہیں ۔ بلکہ اس طور پر کہا جیسے بے باک لوگ خوش آوازوں کے گانوں کو " نغمۂ داوٗدی یا الحان داود " کہتے ہیں ــــ تو اب وہ بلائے تشبیہ ، جگر دوزی و جاں گدازی کو بس ہے ۔

غرض کوئی شکل مفر کی نہیں ــــ والعیاذ باللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ ۔

اب **بر تقدیرِ توصیف** چلئے ۔ یعنی ناطق کو تنوین دے کر ــــ اس صورت میں مِن تو اصلاً

چسپاں نہیں۔ مگر بہ ارتکابِ تمحُّل، کہ تعلیلیہ ٹھہرائیں اور لِاَجَل کے معنی میں لے کر لِنَاطِق کے قریب لے جائیں۔
بہر حال اِس ترکیب میں اَلنَّالَہُ الْحَدِیْد کی ضمیر متکلم سے ذاتِ مصنّف مراد ہو گی۔ کما لا یخفٰی۔
اور ناطق سے وہی طلبہ و نُظّار ــــ اور حدید سے مطالب عَوِیْصَہ ــــ اور ان کی اِلَانَتْ سے اِیضاح و اِبانت ــــ حاصل یہ کہ "منطق جدید اُس ناطق کے لئے، جس کے واسطے ہم نے مَطالبِ مُشکلہ حل کر دیئے"۔
اِس معنی میں ناواقف کو کوئی مَحْذُور نظر نہ آئے مگر ہیہات [له] یہاں محذور شدید باقی ہے ــــ
کلامِ الٰہی تعالَتْ عَظْمتُہٗ کا اپنے کلام کے عوض ایسا استعمال شرعًا حرام و وبال و نَکال ــــ یہاں تک کہ بہت فُقہائے کرام نے حکمِ کفر دیا ــــ وَالعِیَاذُ بِاللّٰہِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی ــــ اور وجہِ تحریم ظاہر و واضح۔
ذرا اپنے ربّ تبارک و تعالیٰ کی عظمت پیشِ نظر رکھ کر خیال کرے کہ اَلنَّالَہُ الْحَدِیْدَ کس نے فرمایا؟ اور ضمیر نَا سے کون سی ذاتِ پاک مراد؟ اور لہ میں کس جلیلُ القدر کی طرف ضمیر۔ اور مضمونِ جملہ کس امرِ عظیم سے تعبیر؟ ــ اب اُسی کلام کو کون شخص کس طرح اپنے استعمال میں لاتا۔ اور ضمیر نَا سے خدا کے عوض کس ذلیل حقیر کو مراد لیتا ــ اور کنایۂ لہ، نبی اللہ کے بدلے کس کی طرف پھیرتا۔ اور اس عزت والی بات کو، جس کی قدر خدا و رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ کس بیہودہ بات پر ڈھالتا ہے؟

ع حقا کہ تاجِ شاہی کنّاس را نہ زیبد

یا ھٰذا۔ حق بات اپنے مُقابل کم سمجھ میں آتی ہے کہ نفس آمادۂ دَفْع و اِنتصار ہوتا ہے۔ دوسروں پر خیال کر کے دیکھ ــــ مثلاً زید عَمرو کو مال کثیر دے کر کہے کہ ۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ کیا نہ کہا جائے گا کہ اس نے خدا و کلامِ خدا و رسولِ خدا کی قدر نہ جانی ــــ حَاشَ لِلّٰہ! ۔ کہاں خدا، کہاں زید۔ کُجا حضور، کُجا عَمرو ــــ کہاں کوثر، کہاں زر ــ ؟؟
یا عمرو نے زید کو کہیں بھیجا۔ بکر نے پوچھا کس کے حکم سے گیا تھا؟ ـــ عمرو بولا: اَمْرٌ مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝

وَعَلٰى هٰذَا قِيَاسُ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَرَاجِيْفِ جَهَلَةِ النَّاسِ۔

ہاں ہاں قطعًا اِس طرح کا اِستعمال مُستلزِمِ کفر و استخفاف ۔ پھر جس نے اِلزام بہ لازم کیا کافر کہا ــــ اور محققین نے عدمِ التزام پا کر صرف حرام ٹھہرایا ــــ

له لایبدو ماھنا فی المخطوطۃ صافیا ۱۲ محمد احمد

فَاتْقِنْ ھٰذَا فَاِنَّہٗ مُفِیْدٌ ؛ وَتَحْقِیْقُ الْمَقَامِ یَقْتَضِی الْمَزِیْدَ ؛ وَاِنَّ لَہٗ عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ؛ بِفَضْلِ الْمَوْلَی الْقَوِیِّ اللَّطِیْفِ ؛ تنقیحًا وَّبَسْطًا ؛ وَتَوْضِیْحًا وَّضَبْطًا ؛ یُطْلَبُ ھُوَ وَاَمْثَالُہٗ مِنْ مَجْمُوْعِنَا الْمُبَارَکِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی : اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّہ ہ فِی الْفَتَاوٰی الرَّضَوِیَّہ ۔

وَبِھٰذَا الْقَدْرِ، وَضَحَ الْاَمْرُ۔ وَبَانَ الْفَرْقُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ التَّضْمِیْنِ، فَاِنَّہٗ سَائِغٌ عِنْدَ الْاَکْثَرِیْنَ، وَاِنْ ذَھَبَ نَاسٌ اِلَی التَّحْرِیْمِ ؛ وَاللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ بِالْحَقِّ عَلِیْم ؛

فتاویٰ ہندیہ میں ہے :۔

جمع اھل مَوْضِعٍ وقال : فَجَمَعْنٰھُمْ جَمْعًا او قال : وَحَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا ہ کفر ـــ اھ ملتقطًا

اُسی میں ہے :۔ اِذَا قَالَ لِغَیْرِہٖ خانہ چناں پاک کردہ کہ چوں وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ہ قِیْلَ یَکْفُرُ ـــ وَقَالَ الْاِمَامُ ابوبکر بْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالٰی: اِنْ کَانَ الْقَائِلُ جَاھِلًا، لَایکفرُ۔ وَاِنْ کَانَ عَالِمًا یکفرُ ـــ واذا قال ؛ قَاعًا صَفْصَفًا شدہ است فَھٰذِہٖ مُخَاطَرَۃٌ عَظِیْمَۃ ۔ وَاِذَا قَالَ لِبَاقِی الْقَدْرِ : وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ ۔ فَھٰذِہٖ مُخَاطَرَۃٌ عَظِیْمَۃ ـــ کذا فی الفصولِ العِمَادِیہ ۔

تتمۃ الفتاوٰی میں ہے :۔ مَنِ اسْتَعْمَلَ کَلَامَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی بدلِ کَلَامِہٖ کَمَنْ قَالَ فِی ازْدِحَامِ النَّاسِ فَجَمَعْنٰھُمْ جَمْعًا ہ کفرَ ۔

محیط میں ہے :۔ من جمع اھل موضع وقال : وَحَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا ہ اَوْقَالَ فَجَمَعْنٰھُمْ جَمْعًا ہ کفر ۔

فاضل علی بن سلطان محمد مکی اُس کی تعلیل میں فرماتے ہیں :۔ لِاَنَّہٗ وَضَعَ الْقُرْاٰنَ فِی مَوْضِعِ کَلَامِہٖ ۔

اِعلام میں ہمارے علماسے کفرِ اتفاقی میں منقول :۔

اَوْ مَلَأَ قَدَحًا فقال : کَاْسًا دِھَاقًا ہ اَوْ فَرَغَ شرابًا فقال : فَکَانَتْ سَرَابًا ہ اَوْ قَالَ بِالْاِسْتِھْزَاءِ عِنْدَ الْوَزْنِ اَوِ الْکَیْلِ : وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ہ ۔ الخ ۔

بِالجُملہ :۔ جہاں تک نظر کی جاتی ہے، اِس نام میں کوئی احتمالُ قابلِ قبولِ اَرْبابِ عقول ایسا

نہیں جو واضع نام کو، اِرتکابِ گناہ سے بچالے —— اور واقعی ایسی کتاب کو ایسا ہی نام پھبتا تھا۔

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۔

نَسْأَلُ مَوْلٰینا العفوَ والعافِیَة ، وَالنِّعْمَةَ الوافِیَة ، وَالرَّحْمَةَ الکافِیَة ، وَالهِدَایَةَ الشَّافِیَه ، وَالعِیْشَةَ الصَّافِیَه ، اِنَّهٗ هُوَ الغَفُوْرُ الرَّحِیْم ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العَلِیِّ العَظِیْمِ ، وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اٰمِیْن ۔

تَنْبِیْهُ النَّبِیْه

اِعْلَمْ ۔ اَکْرَمَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِیَّاكَ ، وَوَقَانَا جَمِیْعًا مَوَاقِعَ الهَلَاكِ ۔ اَنَّ هٰذَا الکَلَامَ النَّفِیْسَ المُوْجِزَ کَانَ مُتَعَلِّقًا بِنَفْسِ الاَقْوَالِ ، وَالْاٰنَ اٰنَ اَنْ نَتَکَلَّمَ عَلَی المُتَکَلِّمِ الرَّدِیْٔ الحَالِ ،

فاقولُ ۔ وَعَلَی اللّٰهِ الوُکُوْلُ —— بَانَ لَكَ مِمَّا بَیَّنَّا اَنَّ اَقْوَالَ زَیْدٍ وَاِنْ لَمْ تَخْرُجْ بِحَذَافِیْرِهَا عَنْ دَائِرَةِ الاِکْفَارِ ، وَاَشَدِّ البَوَارِ ، لَادِقُّهَا وَلَاجِلُّهَا وَلَاکُثْرُهَا وَلَاقُلُّهَا ۔ فَمَا مِنْهَا مِنْ قَالَ وَلَا قِیْل ، اِلَّا وَلِلْکُفْرِ اِلَیْهِ سَبِیْل ، —— لٰکِنَّهَا فِیْ تَنَوُّعِ المَوَارِدِ ، اِذْ لَمْ یَکُنْ نَسْجُهَا عَلٰی مِنْوَالٍ وَّاحِدٍ ،

فمنها مَا تَنَازَعَتْ فِیْهِ اٰرَاءُ العُلَمَاءِ ، وَیَرِدُ مَوْرِدَهٗ کُفْرٌ لَا یُعْطِیْهِ مَنْطُوْقُ المَقَالِ ، وَاِنَّمَا یَتَطَرَّقُ اِلَیْهِ مِنْ جِهَةِ اللُّزُوْمِ کَالَّذِیْ اَلْزَمْنَاهُ عَلَی القَوْلِ السَّابِعِ ، مِنْ خُلُوْدِ الکَافِرِ المُتَلَبِّسِ بِکُفْرِهٖ فِی الجَنَّةِ ——

فَهٰذَا مِمَّا یَتَوَارَدُ عَلَیْهِ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ ، مِنَ الْاَئِمَّةِ الاَثْبَاتِ —— فَمَنْ اَلْزَمَهٗ بِمُوْجَبِ کَلَامِهِ الکُفْرَ ، وَمَنْ لَا فَلَا —— کَمَا فِی الشِّفَاءِ لِلْاِمَامِ قَاضِیْ عِیَاض ، وَشَرْحِهٖ نَسِیْمِ الرِّیَاض :-

مَنْ قَالَ (مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ) بِالمَاٰلِ لِمَا یُؤَدِّیْهِ اِلَیْهِ قَوْلُهٗ کَفَّرَهٗ —— فَکَاَنَّهُمْ صَرَّحُوْا (عِنْدَ المُکَفِّرِ لَهُمْ) بِمَا اَدّٰی اِلَیْهِ قَوْلُهُمْ —— وَمَنْ لَمْ یَرَ

اَخَذَهُمْ بِمَاٰلِ قَوْلِهِمْ لَمْ یَرَ اِکْفَارَهُمْ لِشُمُوْلِ مَعْنَی الْاِیْمَانِ لَهُمْ بِحَسْبِ الظَّاهِرِ قَالَ لِاَنَّهُمْ اِذَا وُقِفُوْا عَلٰی هٰذَا قَالُوْا نَحْنُ نَنْتَفِیْ مِنَ الْقَوْلِ الَّذِیْ اَلْزَمْتُمُوْهُ لَنَا وَنَعْتَقِدُ نَحْنُ وَاَنْتُمْ اَنَّهٗ کُفْرٌ — بَلْ نَقُوْلُ اِنَّ قَوْلَنَا لَا یَئُوْلُ اِلَیْهِ عَلٰی مَا اَصَّلْنَاهُ۔

فَعَلٰی هٰذَیْنِ الْمَاخَذَیْنِ اخْتَلَفَ النَّاسُ (مِنْ عُلَمَاءِ الْمِلَّةِ وَاَهْلِ السُّنَّةِ) فِیْ اِکْفَارِ اَهْلِ التَّاوِیْلِ — وَالصَّوَابُ (عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ) تَرْکُ اِکْفَارِهِمْ لٰکِنْ یُغْلَظُ عَلَیْهِمْ بِوَجِیْعِ الْاَدَبِ، وَشَدِیْدِ الزَّجْرِ وَالْهَجْرِ، حَتّٰی یَرْجِعُوْا عَنْ بِدَعِهِمْ۔

وَهٰذِهٖ کَانَتْ سِیْرَةُ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ (مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ قَرُبَ مِنْهُمْ) فِیْهِمْ، مَا اَزَاحُوْا لَهُمْ قَبْرًا، وَلَا قَطَعُوْا لَهُمْ مِیْرَاثًا، لٰکِنَّهُمْ هَجَرُوْهُمْ وَاَدَّبُوْهُمْ بِالضَّرْبِ وَالنَّفْیِ وَالْقَتْلِ عَلٰی قَدْرِ اَحْوَالِهِمْ، لِاَنَّهُمْ فُسَّاقٌ ضُلَّالٌ (اَهْلُ بِدَعٍ — وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ) اهـ ملتقطا۔

ومنها مَا لَا امْتِرَاءَ فِیْ کَوْنِهٖ کُفْرًا — لٰکِنْ نَشَاَ فِیْ مَطَاوِی الْمَقَالِ مَا اَخْرَجَهٗ عَنْ حَدِّ الْاِفْصَاحِ؛ وَوَقَعَ بِهِ التَّجَاذُبُ فِیْ اِعْطَاءِ الْکُفْرِ الْبَوَاحِ؛ کَلَفْظَةِ "عِنْدَهُمْ" فِی الْقَوْلِ السَّادِسِ — فَرُبَّمَا جَاءَ لِلتَّبَرِّیْ، وَاِنْ کَانَ الظَّاهِرُ ثَمَّهٗ خِلَافَ ذٰلِکَ، عِنْدَ الْعَارِفِ بِاَسَالِیْبِ الْکَلَامِ — وَهٰذَانِ الْقِسْمَانِ لَا اِکْفَارَ بِهِمَا عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ۔

اَمَّا الثَّانِیْ. فَوَاضِحٌ۔ لِاَنَّ مَنْ تَشَهَّدَ بِالشَّهَادَتَیْنِ فَقَدْ ثَبَتَ اِسْلَامُهٗ بِیَقِیْنٍ، وَالْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّکِّ — وَقَدْ رُوِیَ ذٰلِکَ عَنْ اَئِمَّتِنَا۔ کَمَا فِیْ حَاشِیَةِ السَّیِّدِ اَحْمَدَ الطَّحْطَاوِیِّ عَنِ الْبَحْرِ الرَّائِقِ عَنْ جَامِعِ الْفُصُوْلَیْنِ عَنِ الْاِمَامِ الطَّحَاوِیِّ عَنِ الْاَجِلَّةِ الْاَصْحَابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ۔

وَاَمَّا الْاَوَّلُ فَلِمَا صَرَّحَ الْاَئِمَّةُ الْاَثْبَاتُ اَنَّ التَّکْفِیْرَ اَمْرٌ عَظِیْمٌ، وَخَطَرٌ جَسِیْمٌ۔ کَلَحْمِ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰی رَاسِ جَبَلٍ وَعْرٍ، لَا سَهْلٍ فَیُرْتَقٰی، وَلَا سَمِیْنٍ فَیُنْتَقٰی — مَسَالِکُهٗ عَسِیْرَةٌ، وَمَهَالِکُهٗ کَثِیْرَةٌ — فَالَّذِیْ یَحْتَاطُ لِدِیْنِهٖ لَا یَتَجَاسَرُ عَلَیْهِ اِلَّا بِدَلَائِلَ کَشُمُوْسٍ بِیْضٍ اَجْلٰی، حَتّٰی اَنَّ الْمَسْئَلَةَ اِنْ کَانَتْ لَهَا وِجْهَةٌ اِلَی الْاِسْلَامِ وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ وِجْهَةً

اِلَى الْكُفْرِ فَعَلَى الْمُفْتِىْ اَنْ يَّمِيْلَ اِلَى الْوَجْهَةِ الْاُوْلٰى، فَاِنَّ الْاِسْلَامَ يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى ـ وَاِنْ كَانَ هٰذَا لَا يَنْفَعُ الْقَائِلَ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى اِنْ كَانَ اَرَادَ وِجْهَةً اُخْرٰى ـ

وقد قالَ المولَى العلامۃ زَينُ بن نُجَيمِ المِصرِىّ فى البحر :ـ

اِنَّ الَّذِىْ تَحَرَّرَ اَنَّهٗ لَا يُفْتٰى بِتَكْفِيْرِ مُسْلِمٍ اَمْكَنَ حَمْلُ كَلَامِهٖ عَلٰى مَحْمَلٍ حَسَنٍ، اَوْ كَانَ فِىْ كُفْرِهٖ اخْتِلَافٌ وَلَوْ رِوَايَةٌ ضَعِيْفَةٌ ـــ قال رحمہ اللہ تعالٰى ـــ فَعَلٰى هٰذَا اَكْثَرُ اَلْفَاظِ التَّكْفِيْرِ الْمَذْكُوْرَةِ لَا يُفْتٰى بِالتَّكْفِيْرِ بِهَا ـ وَقَدْ اَلْزَمْتُ نَفْسِىْ اَنْ لَّا اُفْتِىَ بِشَىْءٍ مِّنْهَا ـ اھ

قال الحبر الخير الرملى :ـ اَقُوْلُ وَلَوْ كَانَتِ الرِّوَايَةُ لِغَيْرِ مَذْهَبِنَا ـ وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ اشْتِرَاطُ كَوْنِ مَا يُوْجِبُ الْكُفْرَ مُجْمَعًا عَلَيْهِ ـ اھ ـــ تابعہ عليہ ابو السعود فى شرح الاشباہ ـ

وَقَدْ فَصَّلَ الْكَلَامَ، فِىْ هٰذَا الْمَرَامِ تَاجُ الْمُحَقِّقِيْنَ، سِرَاجُ الْمُدَقِّقِيْنَ، سَيِّدُنَا الْوَالِدُ ـــ قُدِّسَ سِرُّهُ الْمَاجِد ـــ فِىْ بَعْضِ فَتَاوَاهُ الَّتِىْ شَدَّدَ فِيْهَا النَّكِيْرَ عَلٰى بَعْضِ اَعْلَامِ عَصْرِهٖ فَلَمْ يَرُدُّوْا شَيْئًا، وَكَانُوْا لَهٗ مُذْعِنِيْنَ ـ

ومنها ـــ وھو الاكثر ـ مَا لَا عُذْرَ فِيْهِ لِزَيْدٍ، وَلَا مَهْلَ وَلَا رُوَيْد ـ كَالْاَقْوَالِ الْاَرْبَعَةِ الْاُوَلِ وَغَيْرِهَا ـ فَاِنَّهٗ قَدْ نَاضَلَ فِيْهَا ضَرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ، وَخَلَعَ مِنْ رَقَبَتِهٖ رِبْقَةَ الْيَقِيْنِ وَاَتٰى بِمَا لَا تَغْسِلُهُ الْبِحَارُ وَلَا تُسَاعِدُهُ الْحِيَلُ وَالْاَعْذَارُ ـــ وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّهٗ اِذَا كَانَ عن علم و عَمْدٍ وَّطَوْعٍ ـــ ولا ريب فى وجودہا ہنا ـــ فَلَا تَنْفَعُ الْعَزَائِمُ، وَلَا تَمْنَعُ التَّمَائِمُ ـــ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ ـ

وَاعلم اَنَّ العبدَ الضعيف ـ لطف بہ المولى اللطيف ـ لَمَّا وَصَلَ اِلٰى هٰذَا الْمَقَامِ ؛ وَحَانَ اَوَانُ الْحُكْمِ عَلَى الْمُتَكَلِّمِ بِذَاكَ الْكَلَامِ ؛ تَعَرَّضَتْ لَهٗ حَشْمَةُ كَلِمَةِ الْاِسْلَامِ ؛ فَاسْتَعْظَمَ الْجَزْمَ بِالْاِكْفَارِ اَيَّمَا اسْتِعْظَام ؛ فَرَقًا مِّنْ اَنْ تَكُوْنَ هُنَاكَ دَقِيْقَةٌ عَمِيْقَةٌ لَمْ يَصِلْهَا فَهْمِىْ ؛ اَوْ شَاذَّةٌ فَاذَّةٌ لَمْ يُحِطْ بِهَا عِلْمِىْ ؛

فَاسْتَخَرْتُ الْمَوْلٰى سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى، وَجَعَلْتُ اُرَاجِعُ الْكُتُبَ وَاُقَلِّبُ الْاَوْرَاقَ ؛ حَتّٰى اَكْمَلْتُ الْجِدَّ وَاَنْهَيْتُ الْجُهْدَ حَسْبَ مَا يُطَاقُ ؛ وَصَرَفْتُ فِيْهِ يَوْمَيْنِ كَامِلَيْنِ ؛

ـــــ فلم ار شیئاً تقربہ العین ؛ بل کلما توغلت فی تتبع الاسفار ؛ تتابع الاقوال تؤید الاکفار ؛ الی ان وقفت علی معظم المسائل ؛ وعامۃ الفروع فی کتب الاماثل ؛ من اصحابنا الحنفیۃ ؛ وعمائد الشافعیۃ ؛ وزعائم المالکیۃ ؛ والذی تیسر من کلمات الحنبلیۃ ؛ فاذا ھی جمعاً کما ھی علیحدۃ ؛ کانہا ترمی عن قوس واحدۃ ؛ فایقنت ان لیس للرجل محیص ؛ ولا عن الحکم بالاکفار مفیص ؛

اللّٰھم الا حکایۃ ضعیفۃ عن بعض علمائنا فی الجامع الاصغر : ان عقد الخلد ھو المعتبر ؛ اوردھا ثم ردھا ـــــ ولکن زدت بہا تلعثماً ؛ ووددت الوقوف ھناک تاثماً ؛ علماً منی بان الخلاف وان کان ضعیفاً، ھھنا کاف ـ

فامعنت النظر ؛ وانعمت الفکر ؛ حتی فتح المولی تبارک وتعالی ان الاکفار علیہ الاجماع ؛ وانما وقع فی الکفر النزاع ؛ فلا شک ولا ارتیاب ان من تکلم بکلمۃ الکفر طائعاً عالماً عامداً اصاحیاً فھو کافر عندنا قطعاً ، لا ینتطح فیہ عنزان ، وتجری علیہ احکام الردۃ ، ویحرم علی امرأتہ ان تمکنہ من نفسہا ، ویجوز لہا ان تنکح من دون طلاق من تشاء ـــــ والقائل نحبسہ ثلاثا ندبا[1] ، ونمھلہ لیرزق توبا ـ فان تاب ... والا قتل ورمی بجیفۃ کجیفۃ الکلاب ، من دون غسل ولا کفن ؛ ولا صلاۃ ولا دفن ؛ وقطعنا میراثہ عن مورثیہ المسلمین ؛ وجعلنا کسب ردتہ فیئاً لجمیع المومنین ؛ الی غیر ذلک من الاحکام المشرحۃ فی الکتب الفقھیۃ ـ

اما انہ ھل یکفر بذلک فیما بینہ وبین ربہ تبارک وتعالیٰ فقیل : لا مالم یعقد الضمیر علیہ ، لان التصدیق محلہ القلب ـــــ وھذہ ھی الحکایۃ التی اشرنا الیھا ـــــ وقال عامۃ العلماء وجمھور الامناء نعم ، وان لم یعقد ـــــ لانہ متلاعب بالدین ، وھو کفر بیقین ،

وقد قضی اللّٰہ تعالیٰ ان مثل ذلک لا یقدم علیہ الا من نزع اللّٰہ الایمان من قلبہ ـــــ عوذاً بہ سبحنہ وتعالیٰ ـــــ قال تعالیٰ :-

---

[1] الا اذا استمہل فیجب فی ظاہر الروایۃ ۱۲ منہ

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُولِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ

وَهٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ الرَّجِيْحُ الْمُذَيَّلُ بِطِرَازِ التَّصْحِيْحِ — فَهُنَالِكَ عَمِلْتُ فِيْ ذٰلِكَ رِسَالَةً جَلِيْلَةً وَعُجَالَةً جَمِيْلَةً تَشْتَمِلُ عَلٰى غُرَرِ الْفَوَائِدِ، وَالدُّرَرِ الْفَرَائِدِ۔ سَمَّيْتُهَا:۔

اَلْبَارِقَةُ اللَّمْعَاء فِيْ سُوْءِ مَنْ نَطَقَ بِكُفْرٍ طَوْعًا

۱ ۳ ۰ ۴ ھ

لِيَكُوْنَ الْعَلَمُ عِلْمًا عَلَى التَّارِيْخِ، كَرِسَالَتِنَا هٰذِهِ الَّتِيْ نَحْنُ الْاٰنَ مُفِيْضُوْنَ فِيْهَا سَمَّيْنَاهَا:۔

مَقَامِعُ الْحَدِيْدِ عَلٰى خَدِّ الْمَنْطِقِ الْجَدِيْدِ

۱ ۳ ۰ ۴ ھ

فَعَلَيْكَ بِهَا[1] ۔ فَإِنِّيْ حَقَّقْتُ فِيْهَا أَنَّ إِكْفَارَ الطَّائِعِ هُوَ الْإِجْمَاعُ، مِنْ دُوْنِ نِزَاعٍ ۔ وَأَقَمْتُ عَلٰى ذٰلِكَ دَلَائِلَ سَاطِعَةً لَا تُرَامُ ؛ وَبَرَاهِيْنَ قَاطِعَةً لَا تُضَامُ ؛ فَسَكَنَ الصَّدْرُ ؛ وَاسْتَقَرَّ الْأَمْرُ ؛ وَبَانَ الصَّوَابُ ؛ وَانْكَشَفَ الْحِجَابُ ؛ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بالجملہ حکمِ اخیر یہ ہے

کہ زید کے اقوالِ مذکورہ بعض حرام وگناہ — اور بعض بدعت وضلالت — اور اکثر خاص کلماتِ کفر — وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى ۔

اور زید بہ حکم شرع فاسق فاجر، مُرتکبِ کبائر — بدعتی خاسر، گمراہ غادر — اِس قدر پر تو اعلیٰ درجہ کا یقین — اِس کے سوا اُس پر حکمِ کفر وارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا ۔ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ سب کے کلمات — بلکہ صحابہ وتابعین سے لے کر اِس زمانہ تک کے اِفتاو قضیات، بِالْاِتِّفَاق یہی اِفادہ کرتے ہیں — كَمَا بَيَّنَّاهُ فِي " اَلْبَارِقَةِ اللَّمْعَا"

بالفرض اگر بہ ہزار دِقّت کوئی بچتی ہوئی صورت نکل بھی سکی تو، یہ تو بالجزم بیّن ومُبین وصریح وظاہر کہ وہ اپنے اِن اقوال کے سبب عامّہ عُلمائے دین وجماہیر ائمّہ کاملین کے نزدیک کافر، اور اُس پر

[1] الضمیر یرجع الی " البارقۃ اللمعا" فانہا التی اشبع فیہا الکلام حول ذا الموضوع ۱۲ محمد احمد

اَحکامِ اِرتداد جاری — اور بے توبہ مرے تو جہنمی ناری — والعیاذ باللہ القدیر الباری ۔
اَلعظمۃ للہ! ۔ اِس قدر کیا کم ہے ۔ اِعلام میں فرماتے ہیں :۔

لوتشبّہ بالمعلّمین فاخذ خشبۃً وّجلس القوم حولہ کالصبیان فضحکوا واستھزءُ واکفر — زاد فی الروضۃ : الصواب : لا ۔ ولا یغتر بذٰلک فانّہ یصیر مُرتداً علیٰ قول جماعۃٍ، وکفٰی بھٰذا خسارا وّتفریطًا ۔ اھ ملتقطا
مع ہٰذا، شفا شریف سے، اوپر منقول ہوا کہ :۔

بعض اقوال اگرچہ فی نفسہ کفر نہیں مگر بار بار بہ تکرار اُن کا صُدور دلیل ہوتا ہے کہ قائل کے قلب میں اسلام کی عظمت نہیں ۔ اُس وقت اُس کے کفر میں زِنہار شک نہ ہوگا ۔

سُبحٰن اللہ پھر کفریاتِ خالصہ کا بہ ایں زور وشور، صُدور کیوں کر کفرِ قائل پر بُرہانِ کامل نہ ہوگا؟ ۔
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم ۔

زید پر ہر فرض سے بڑھ کر فرض کہ از سرِ نو مسلمان ہو اور اِن کفریات وضلالات سے علی الاعلان توبہ کرے — اور صرف بہ طورِ عادت کلمۂ شہادت زبان پر لانا ہرگز کافی نہ ہوگا کہ اِس قدر تو وہ قبل از توبہ بھی بجالاتا تھا، بلکہ اِس کے ساتھ تصریح کرے کہ وہ کلمات کفریہ تھے اور میں نے اُن سے توبہ کی ۔ — اُس وقت اہلِ اسلام کے نزدیک اُس کی توبہ صحیح ہوگی — اور ایمان لائے کہ اللہ جلّ جلالہٗ کے سوا کوئی خالق نہیں، نہ اُس کا غیر قِدم کے لائق — اور ایمان لائے کہ وہ تمام عالم کا مدبّر اور ہر چیز پر قادر ہے، اور عقولِ مُخترعہ فلاسفہ باطل — اِلٰی غیرِ ذٰلک مِمّا یظھر بالمُراجعۃ اِلٰی ماقدّمنا من المسائل ۔

بحرالرائق میں ہے :۔ اتی بالشّھادتین علٰی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یرجع عمّا قال، اِذ لا یرتفع بھما کفرہٗ ۔ کذا فی البزازیۃ وجامع الفصولین اھ

اور ضرور ہے کہ جس طرح کتاب چھاپ کر ان کفریات وضلالات کی اِشاعت کی یونہی اِن سے تبرّی اور اپنی توبہ کا اعلان کرے ۔ کہ آشکارا گناہ کی توبہ بھی آشکارا ہوتی ہے — امام احمد کتاب الزہد، اور طبرانی معجم کبیر میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذا عملت سیّئۃً فاحدث عندھا توبۃً، السِّرّ بالسِّرّ والعلانیۃ بالعلانیۃ ۔
جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ بجالا ۔ پوشیدہ کی پوشیدہ، اور ظاہر کی ظاہر ۔

قُلْتُ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ عَلٰی اُصُوْلِ الْحَنَفِیَّۃِ ۔

اور اِس کتاب تباہ خراب کی نسبت میں وہ نہیں کہتا جو بعض عُلمائے حنفیہ وشافعیہ کتبِ منطقیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کے جو ورق نامِ خدا ورسول سے خالی ہوں اُن سے استنجا روا ۔ شرحِ فقہ اکبر میں ہے :۔

لَوْکَانَ الْکِتَابُ فِی الْمَنْطِقِ وَنَحْوِہٖ ، تَجُوْزُ اِھَانَتُہٗ فِی الشَّرِیْعَۃِ ، حَتّٰی اَفْتٰی بَعْضُ الْحَنَفِیَّۃِ وَکَذَا الْبَعْضُ الشَّافِعِیَّۃِ بِجَوَازِ الْاِستنجاء بہ اِذَا کَانَ خَالِیًا عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ، مَعَ الْاِتِّفَاقِ عَلٰی عَدَمِ جَوَازِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْوَرَقِ الْاَبْیَضِ الْخَالِیْ عَنِ الْکِتَابَۃِ ۔ اھ مُلخصًا

ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اَب اُس کی اِشاعت سے باز رہے ۔ اور جس قدر جلدیں باقی ہوں جلادے اور حتی الوسع اُس کے اِخمادِ نار واِماتت اذکار میں سَعْی کرے کہ مُنکرِ باطِل ، اِسی کے قابل ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی پھیلے مسلمانوں میں ، اُن کے لئے دکھ کی مار ہے دنیا آخرت میں ۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہ

سُبْحٰنَ اللّٰہ ! اِشاعتِ فاحشہ پر یہ ہائل وعید —— پھر اشاعتِ کفر کس قدر شدید —— وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْحَمِیْدِ ۔

خاتمہ رَزَقَنَا اللّٰہُ حُسْنَھَا ۔ چند تنبیہات زاکیات میں

تنبیہِ اوّل :۔ اے عزیز ! آدمی کو اُس کی اَنانیت نے ہلاک کیا ۔ گناہ کرتا ہے ، اور جب اُس سے کہا جائے توبہ کر ۔ تو اپنی کسرِ شان سمجھتا ہے —— عقل رکھتا تو اصرار میں زیادہ ذلّت وخواری جانتا ۔

یَا ھٰذَا ! ہرگز منصبِ علم کے مُنافی نہیں کہ حق کی طرف رجوع کیجئے ، بلکہ یہ عین مُقتضائے علم ہے اور سخن پروری ہر جہل سے بدتر جہل —— وہ بھی کاہے میں ؟ ۔ کفریات میں ۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ ۔

یاھٰذَا - صغیرہ پر اصرار اُسے کبیرہ کر دیتا ہے ــــ کفریات پر اصرار کس قعرِ نار میں پہونچائے گا۔
یاھٰذَا - تیرا رب ایک شخص کی مذمّت کرتا ہے :-
وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَہَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِہَادُ ۝
یعنی : جب اُس سے کہا جائے خدا سے ڈر۔ تو اُسے غرور کے مارے گناہ کی ضد چڑھتی ہے۔ سو کافی ہے اُسے جہنم۔ اور بے شک کیا بُرا ٹھکانا ہے۔
للہ اپنی جان پر رحم کر، اور اِس شخص کا شریکِ حال نہ ہو۔
یاھٰذَا - تیرا مالک ایک قوم پر رَد فرماتا ہے :-
وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَأَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ۝
جب اُن سے کہا جائے آؤ تمہارے لئے بخشش چاہے خدا کا رسول، تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو انھیں دیکھے کہ باز رہتے ہیں تکبّر کرتے ہوئے۔
ہاں میں بھی تجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہوں۔ خدا کو مان۔ اور مُنہ نہ پھیر۔
یاھٰذَا - تو سمجھتا ہے : اگر میں تسلیم کرلوں گا تو لوگوں کی نگاہ میں میری قدر گھٹ جائے گی، اور میرے علمِ فلسفی میں بٹّا لگے گا ــــ حالانکہ یہ محض وَسوسۂ شیطان ہے ــــ لَاحَوْل پڑھ، اور خدا کی طرف جُھک۔ کہ اِس سے اللہ کے یہاں تیری عزت ہوگی ــــ اور خَلق میں بے قدری بھی غلط، بلکہ وہ تجھے مُنصِف وحق پسند جانیں گے، اور نہ مانے گا تو متکبّر وشریر دَلوَنْد ۔
یاھٰذَا - کیا یہ ڈرتا ہے کہ مان جاؤں گا تو اِس مُجیب کا علم مجھ سے زیادہ ٹھہرے گا؟ ــــ حاش للہ! واللہ کہ اگر کوئی بندۂ خدا میرے ذریعہ سے ہدایت پائے تو اِس میں میری آنکھ کی ٹھنڈک اُس سے ہزار درجہ زائد ہے کہ میرا علم کسی سے زیادہ ٹھہرے ۔

ہاں! ہاں!! اگر تو اعلانِ توبہ کرے تو میں اپنے جَہل اور تیرے فَضل کا نوِشتہ لکھ دوں ۔
یاھٰذَا - اِک ذرا تعصب سے الگ اور تنہائی میں بیٹھ کر سوچ ۔ کہ کفریات پر اصرار کی شامت تیرے حق میں بہتر ہے یا بعدِ رجوع وتوبہ بعض جُہّال کی تحقیر وملامت ؟
ہَیْہات، ہَیْہات! اللہ کا عذاب بہت سخت ہے ــــ وَاِنَّہٗ لَاٰتٍ ــــ میں تیرے بھلے کی

کہتا ہوں: عار پر نار کو اِختیار نہ کرنا۔

الٰہی میرے بیان میں اثر بخش! اور اپنے اِس بندہ کو ہدایت دے، اور ہمارے قلوب دینِ حق پر قائم رکھ۔ یَا وَاجِد، یَا مَاجِد، لَاتُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَھَا عَلَیَّ، بِجَاہِ مَنْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ، وَاَقَمْتَہٗ شَفِیْعًا لِّلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْھَالِکِیْنَ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ آمین

تنبیہ دوم:۔ مبادا اگر رگِ تعصب جوش میں آئے۔ اور خدا ایسا نہ کرے۔ تو اِس قدر یاد رہے کہ عقائد اسلام وسُنّت کے مُقابل، ہم پر فلان ہندی وبہمانِ سِندی کسی کا قول سند نہیں — نہ احکام شرعیّہ شخص دُون شخص سے خاص — اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ! شرع سب پر حجّت ہے — وہ کون ہے جو شرع پر حجّت ہو سکے؟ — اِس قسم کی حرکت جس سے صادر ہوگئی وہ بقدر اپنے سیّئہ کے حکم کا مستحق ہوگا۔ کسے باشد، کائنًا مَّن کانَ۔

اینؔ وآنؔ سے ہمیں مُوافقت اُسی وقت تک ہے جب تک وہ دینِ حق سے جدا نہیں۔ اور اُس کے بعد، عِیاذًا باللہ، ع سایہ اش دُور باد از ما دُور

جس کا قول ہم اسلام وسُنّت کے مُوافق پائیں گے تسلیم کریں گے۔ نہ اِس لئے کہ اُس کا قول ہے، بلکہ اس لئے کہ صراط مستقیم سے مُطابق ہے — اور جس کی بات خلاف پائیں گے، زید ہو یا عمرو، خالد ہو یا بکر، دیوار سے مار کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رِکاب سے لپٹ جائیں گے۔

اللہ اُن کا دامن ہم سے نہ چھڑائے دنیا میں نہ عقبیٰ میں۔ آمین الٰہی آمین۔

محمّد عربی کا بروئے ہر دوسَراست
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ اُو

تنبیہ سوم: وَاجِبُ الْمُلَاحَظہ نَافِعُ الطَّلَبَہ

اِن اَعصار واَمصار کے طلبۂ علم، چشمِ عبرت کھولیں اور توغّلِ فلسفہ کی آفتِ جاں گزا غور سے دیکھیں — زید کہ جس کے اَقوال سے سوال ہے آخر اِس حال کو کاہے کی بدولت پہونچا؟۔ اور فلسفہ کی دبی آگ نے، بے خبری میں بہ تدریج سُلگ کر دفعۃً بھڑکی تو کہاں تک پھونکا؟۔

اے عزیزو! شیطان اوّل دھوکا دیتا ہے کہ مقصود بالذات تو علمِ دین ہے ـــ اور علوم عقلیہ وسیلہ وآلہ ـــ پھر اِن میں اشتغال کس لئے بے جا؟

ہیہات! اگر یہ امر اپنے اطلاق پر مسلّم بھی ہو تو اب اپنے حالات غور کرو کہ آلہ و مقصود کی شان ہوتی ہے؟ ـ شب و روز آلہ میں غرق ہو گئے، مقصود کا نام تک زبان پر نہ آیا ـــ اچھا توسّل ہے، اور اچھا قصد ہے

بوقتِ صبح شود، ہمچو روز معلومت ٭ کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

عزیزو! اگر علم آخرت کے لئے سیکھتے ہو تو واللہ کہ فلسفہ آخرت میں مُضِر ـــ اور دنیا کے لئے؛ تو یہاں وہ بھی بیکار ـــ اس سے تو کہ ٹڈل پاس کرو کہ دس عـــہ روپیہ کی نوکری پا سکو۔

عزیزو! بللہ انصاف! ـ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں علم کو ترکۂ انبیا اور عُلما کو اُن کا وارث قرار دیا ـــ ذرا دیکھو تو وہ علم یہی ہے جس میں تم سراپا مُنہمک ـ یا وہ جسے تم بایں بے پرواہی واِستغنا تارِک؟ ـــ بھلا ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وارث بننا اچھا، یا ابن سینا و فارابی کا فُضلہ خوار؟ ع ببیں تفاوتِ رَہ از کجاست تا بہ کجا

عزیزو! شیطان اِس قوم کے کان میں پھونک دیتا ہے۔ کہ: عُمر صَرف کرنے کے قابل، یہی علومِ فلسفیہ ہیں کہ ان کے مَدارِکِ عمیق، اور مَسالکِ دقیق ـ جب یہ آگئے تو علومِ دینیہ کیا ہیں۔ اَدنیٰ توجّہ میں پانی ہو جائیں گے۔

حالانکہ واللہ محض غلط ـــ تمھیں اِن علومِ ربّانیہ کا مزہ ہی نہیں پڑا ـ ورنہ جانتے کہ علم یہی ہیں، اور جو غُموض و دِقّت ولطف ونزاکت اِن میں ہے اُس کا ہزارواں حصّہ وہاں نہیں ـــ مگر کیا کیجئے کہ

ع اَلنَّاسُ اَعدَاءٌ لِمَا جَھِلُوْا

اچھا نہ سہی ـــ مگر کیا نفیس تدقیق، عمدہ تحقیق ہے کہ ہزاراں برس گزرے آج تک کوئی بات مُنقَّح نہ ہوئی ـــ لوگ کہتے ہیں تَلاحُقِ آراسے علم تُنقَّح پاتے ہیں ـــ وہاں اُس کے خلاف ع

شد پریشاں، خوابِ شاں از کثرتِ تعبیرہا

سَلف خلف میں جسے دیکھیے کیا چمک چمک کر تقریریں کرتا ہے گویا حقِّ ناصع اِس کی بغل سے نکل کر کہیں گیا ہی نہیں ـــ جب دوسرا آیا، اُس نے نئی بانک سنائی۔ اگلے کی عقل اَوندھی بتائی ـــ یونہیں یہ سلسلۂ بے تمیزی لَا یَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ چلا جاتا ہے، اور چلا جائے گا ـــ کچھ مُحقّق

ہو سکا نہ ہرگز ہو ؎

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت ٭ رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت

کہئے پھر اس "کاو، کاو" کا کیا مُحصَّل نکلا؟ اور کون سا نتیجہ دامن میں آیا؟ — دمِ مرگ جب دیکھئے تو ہاتھ خالی ع جہل تھا جو کچھ کہ سیکھا، جو پڑھا افسانہ تھا

ایک فلسفی نزع میں ہاتھ ملتا، اور کہتا تھا: عمر کھوئی کچھ تحقیق نہ ہو پایا سوا اس کے کہ: ہر ممکن محتاج ہے اور امکان امرِ عدمی — دنیا سے چلا اور کچھ نہ ملا

اور دوسرا امر ۔ یعنی علوم دینیہ اِس کے ذریعہ سے خود آجانا — ایسا باطل فضیح ہے جس کی واقعیت تمھارے اَذہان کے سوا کہیں نہ ملے گی — حاش للہ! کام پڑے، دام کھلتے ہیں — دس مسائلِ دینی پوچھے جائیں، اور کوئی فلسفی صاحب اپنے تفلسُف کے زور سے ٹھیک جواب دے دیں تو جانیں — یوں تو زبان کے آگے بارہ بل چلتے ہیں ع کس نگوید کہ دُوغِ من تُرش است

عزیزو! یہ درس کہ اِن بلاد میں رائج، احمق اِسے مُنتہائے علم سمجھتے ہیں — حاشا، کہ وہ ابتدائی علم بھی نہیں — اُس سے اِستعداد آنا، مَنظور ہے ۔ رہا علم؟ ۔ ہیہات ہیہات! ہنوز دلی دور ہے

ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

طالبِ علم بے چارہ شفا، اِشارات سب لپیٹ گیا اور یہ بھی نہ جانا کہ "اصولِ دین کو کیوں کر سمجھوں؟ اور خدا و رسول کی جناب میں کیا اِعتقاد رکھوں؟ — اگر کچھ معلوم بھی ہے تو سُنی سُنائی تقلیدی — پھر حلال و حرام کا تو دوسرا درجہ ہے ۔

افسوس واضعِ درس نے کتبِ دینیہ گنتی کی رکھیں کہ طلبہ خوض و غور کے عادی ہو جائیں اور اذاں جا کہ ابھی عقل پختہ نہیں لہٰذا ایسی چیز میں مشق ہو جس کی اُلٹ پلٹ نقصان نہ دے — مگر وہ ہو رہی اُلٹی — کہ اُنھیں لِمَ وَ لَا نُسَلِّمُ کی آفت چر گئی — اور حرزِ تسلیمی ہر کہ مدارِ ایمان ہے قیامت گزر گئی ۔

عزیزو! ۔ احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حِبّان، حاکم، بیہقی، عَبد بن حُمید، بَغوی بأسانید صحیحہ **ابو ھُریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ العَبدَ اِذَا اَخطَاَ خَطِیئَۃً نُکِتَت فِی قَلبِہٖ نُکتَۃٌ سَودَاءُ فَاِن ھُوَ نَزَعَ

وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهٗ - وَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَ عَلٰى قَلْبِهٖ - وَهُوَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى : كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اُس کے دل میں ایک سیاہ دھبا پڑ جاتا ہے۔ پس اگر وہ اُس سے جُدا ہوگیا اور توبہ استغفار کی تو اُس کے دل پر صیقل ہو جاتی ہے — اور اگر دوبارہ کیا تو اور سیاہی بڑھتی ہے یہاں تک کہ اُس کے دل پر چڑھ جاتی ہے — اور یہی ہے وہ زنگ جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ : یوں نہیں ! بلکہ زنگ چڑھا دی ہے اُن کے دلوں پر اُن گناہوں نے کہ وہ کرتے تھے۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ یہ فَلْسَفَۂ مُزَخْرَفَہ تمہارے دلوں پر زنگ جمادے کہ پھر علومِ حقّۂ صادقۂ ربانیہ کی گنجائش نہ رہے گی — کہتے یہ ہو کہ : اِس کے آنے سے وہ خود آجائیں گے — حاشا! جب یہ دل میں پیڑ گیا وہ ہرگز سایۂ تک نہ ڈالیں گے — کہ وہ محض نور ہیں ، اور نور نہیں چمکتا مگر صاف آئینہ میں —

عزیزو! - اِسی زنگ کا ثمرہ ہے کہ مُنْہَمِکَانِ تَفَلْسُف علومِ دینیہ کو حقیر جانتے ، اور علمائے دین سے استہزا کرتے - بلکہ اُنھیں جاہل ، اور لقبِ علم اپنے ہی لیے خاص ، سمجھتے ہیں -

اگر آئینۂ دل روشن ہوتا تو جانتے کہ وہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث ونائب ہیں - وہ کیسی نفیس دولت کے حامل وصاحِب ہیں جس کے لئے خدا نے کتابیں اُتاریں ، انبیا نے تفہیم میں عمریں گزاریں — وہ اسلام کے رکن ہیں — وہ جنّت کے عماد ہیں — وہ خدا کے محبوب ہیں — وہ جانِ رَشاد ہیں — رہا اُن کے ساتھ استہزا ، اُس کا مزہ آج نہ کھلا تو کل قریب ہے — وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

عزیزو! نفسِ خودی پسند آزادانہ اَقُوْلُ کا مزہ پاکر بھول گیا — اور قالَ رسولُ اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہ وَسَلّم میں جو دل کا سرور ، آنکھوں کا نور ہے اُسے بھول گیا -

ہیہات! کہاں وہ فن جس میں کہا جائے میں کہتا ہوں - یا نقل بھی ہو تو : ابن سینا گفت - اور کہاں وہ فن جس میں کہا جائے خدا فرماتا ہے - مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں — جتنا میں اور مصطفےٰ میں فرق ہے اُتنا ہی اِس اَقُوْلُ وقال اور دونوں علموں میں — کیا خوب فرمایا عالمِ قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

كُلُّ الْعُلُوْمِ سِوَى الْقُرْاٰنِ مَشْغَلَةٌ ÷ اِلَّا الْحَدِيْثَ وَاِلَّا الْفِقْهَ فِي الدِّيْنِ
اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا ÷ وَمَا سِوٰى ذَاكَ وَسْوَاسُ الشَّيَاطِيْنِ

ــہ انچہ قال اللہ ونے قال الرسول ٭ فُضلہ باشد، فُضلہ می خواں اے فضول

عزیزو! خدارا غور کرو! قبر میں، حشر میں تم سے یہ سوال ہوگا کہ عقائد کیا تھے؟ اور اعمال کیسے؟ یا یہ کہ: کلی طبعی خارج میں موجود ہے یا معدوم؟۔ اور زمانہ غیر قار و حرکۃ بمعنی القطع کائن فی الاعیان ہیں، یا آنِ سیال و حرکت بمعنی التوسط سے موہوم؟۔

عزیزو! میں نہیں کہتا کہ منطقِ اسلامیاں۔ ریاضی، ہندسہ وغیرہا اجزائے جائزۂ فلسفہ۔ نہ پڑھو۔ پڑھو مگر بقدرِ ضرورت۔ پھر اُن میں انہماک ہرگز نہ کرو۔ بلکہ اصل کار علوم دینیہ سے رکھو۔ راہ یہ ہے۔ اور آئندہ کسی پر جبر نہیں۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ۝ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۝

وَقَعَ الفراغ مِن تسویدِ ھذہ الاوراق لسبعٍ خلونَ مِنَ الشہر السابع، مِنَ العام الرابع، مِنَ المائۃ الرابعۃ، مِنَ الالف الثانی، من ہجرۃ سراجِ الافق، امامِ الخلق، نبیِّ الرفق، ذی العلم الحق، الحکیم الربّانی ——

صلواتُ اللہ تعالیٰ وسلامُہ علیہ وعلیٰ اٰلِہ وصحبہ وکلِّ مشتاقٍ الیہ۔ برحمتک

یا ارحم الراحمین ۝ والحمد للہ ربِّ العٰلمین ٭

واللہ تعالیٰ اعلم۔ وعلمہ جلَّ مجدُہٗ اتمّ واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عُفِیَ عنہ بِمُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰے النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

لِلّٰہِ دَرُّ الْمُجِیْبِ حَیْثُ اَتٰی بِتَحْقِیْقٍ اَنِیْقٍ
نمقہ العبد المذنب الاوّاہ محمد لطف اللہ

بلا شبہ مضامین رسالہ منطق الجدید موجب مصیب ے نقل کئے اس پر خلاف شرع شریف۔ ... سلفاً خلفاً ہیں ـــــ اور مُجیب مصیب نے جا بجا ... اُس کی بہ وجہ احسن بیان فرمائیں۔ جزاہ اللہ سبحانہ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

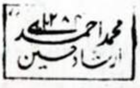

ــلہ یعنی ہفتم شہر رجب ۱۳۰۴ھ ہجریہ، علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ۱۲ سلطان احمد خاں عفا عنہ اللہ تعالیٰ